دل کے اندر اک رستہ ہے

از

ثمرہ بخاری

ناول کا آغاز

عجیب لڑکی ہے، احساسات سے عاری، کوڑھ مغز اور خود غرض، میں نے تو اسے تب بھی روتے نہیں دیکھا جب اس کی ماں مری تھی۔ پورے سات برس کی تھی یہ اس وقت اور اس عمر میں بچہ ایسا نا سمجھ بھی نہیں ہوتا کہ ماں کی موت کی عظیم نقصان کو محسوس نہ کر سکے۔ مگر یہ بے حس، سب رو رہے تھے اور یہ مولوی جی کے گھر میں لگی بیری کے بیر چن کر جھولی میں ڈال رہی تھی۔

اے ہاں یاد ہے مجھے۔ کسی نے پوچھا گوری یہ اتنے سارے بیروں کا کیا کرو گی بولی اپنی امی کو دوں گی، نانی کہتی ہیں وہ دور جا رہی ہیں۔ پتہ نہیں راستے میں کچھ کھانے کو ملے گا یا نہیں۔

چھوٹی ممانی نے بھی یادداشت سے ٹٹول کر ایک واقعہ نکالا اور بڑی ممانی کی گفتگو کا سلسلہ آگے بڑھا۔

ہاں دیکھا تم نے بھلا ہے کوئی۔ لوگ رو رہے ہیں۔ یہاں تک کہ میری بیٹیاں بھی پھوپھو کی موت پر رو رہی تھیں مگر یہ گوری صاحبہ بیر چن کر ماں کو دینے میں لگی تھی۔ تو یہ پتہ نہیں کیسی مٹی سے بنی ہے مجال ہے جو کوئی کڑوی کسیلی اس کی آنکھوں میں آنسو لے آئے۔ سو باتیں سنا لیں ماں نور سے تو سب بچے

ڈرتے ہیں۔ مگر اسے کوئی ڈر نہیں وہ وانشجر ہیں گے۔ خاموشی سے بالکل سپاٹ چہرے کے ساتھ سب سنتی رہے گی۔ میں نے تو کئی بار چھپا کیا کہ سامنے نہیں روئی، تنہائی میں جا کر روئے گی۔ مگر نہیں وہ تو گو ہر نگم ہی کیا جو کبھی آنسو بہا لیں۔

ہاں بڑے دونوں بھائی تو لندن اور ہانگ کانگ جا بسے ہیں، یہ مصیبت ہم چھوٹی دیورانیوں کے سر پڑی ہے۔ میں تو کہتی ہوں وہ ہم سے زیادہ امیر ہیں، بھانجی کا بوجھ اٹھانا حق تو ان کا بنتا ہے۔ مگر کیا کریں جی یہاں حقوق پہچانتا ہی کون ہے۔

آج شام صالحہ ممانی کے بڑے بھائی بمعہ فیملی ادھر آ رہے ہیں اور یہ بھی کہ ان کے کسی بچے کی بات پکی ہو گئی ہے چونکہ ابھی رسم نہیں ہوئی اس لئے وہ کہہ رہے ہیں کہ کسی کو نہ بتانا۔ ممانی نے کہا ہے کہ یہاں میرا کون سگا بیٹھا ہے جسے میں بتاؤں گی۔

اچھا جی میرے میکے کی تو ایک ایک کی خبر رکھتی ہیں۔ میں جب بھی پشاور سے آتی ہوں کرید کرید کر سوال کرتی ہیں اور اپنی باری پر کیسے میسنی بن جاتی ہیں ہر بات چھپاتی ہیں مجھ سے اچھا ٹھیک ہے۔ آئندہ اگر میں بھی کچھ بتا جاؤں تو جو کالے چور کی سزا وہ میری۔

ممانی کیا کالے چور کی سزا سفید چور سے زیادہ ہوتی ہے

گوری کے سوال کا جواب نہیں دیا۔ اس وقت جٹھانی کے خلاف دماغ غصے سے بھرا ہوا تھا۔ کئی اہم واقعے یاد آ رہے تھے جو ان کے میکے میں رونما ہوئے اور جن کی خبر ہرگز صائمہ کو نہیں ہوئی مگر انہوں نے دھوکا کھایا اور صالحہ کو اپنا جان کر بتا دیا۔

ہم سے بھولے بھالے لوگ بھی دنیا میں کم ہی ہوں گے اور سچ تو یہ ہے کہ دنیا ہم جیسوں کے لئے ہے بھی نہیں۔ آہ بھر کر اپنی مظلومیت کا رونا رویا تھا۔

تو آپ دوسرے جہاں چلی جائیں۔ گوری نے بڑے اطمینان سے جو اس کی شخصیت کا خاصا تھا، جواب دیا۔

بکومت، میں کیوں جاؤں دوسرے جہان تم چلی جاؤ۔

ہمیں کوئی بلائے تو جائیں۔ کئی بار نانی سے کہا بڑے ماموں سے کہہ دیں۔ اب ہمارا گزارا ادھر نہیں ہوتا۔ مگر نانی جب بھی فون کرتی ہیں۔ ہمارا پیغام دینا بھول جاتی ہیں۔

وہ اب سمجھی، گوری کی مراد دوسرے جہاں سے کیا تھی، اس کی عقل کا ماتم دائیں بائیں سر جھٹک کر کیا پھر بولیں۔

ذرا دیکھ کر آ اماں کے کمرے میں اس وقت کون کون ہے۔ میرا خیال ہے صالحہ وہیں گئی ہوگی اور شام کے کھانے کے لئے چیزیں بنانے کے پروگرام بن رہے ہوں گے۔

گوہر ہاتھ میں کتاب لئے پڑھنے کے لئے ادھر آئی تھی۔ مگر چھوٹی ممانی اسے ادھر ادھر بھگانے میں لگی ہوئی تھیں۔ کتاب رکھ کر اب وہ اماں کے کمرے میں چلی آئی واقعی صالحہ ممانی یہاں موجود تھیں۔

پتہ نہیں لوگ اتنے ٹھیک اندازے کس طرح لگا لیتے ہیں، ہم نے تو جب بھی کچھ سوچا الٹ ہی نکلا۔

لو آ گئی ہے خود ہی کہہ دو۔ اماں اسے دیکھتے ہی بہو سے بولیں۔

اب کیا کہنا ہے ہم سے۔ وہ پیڑھی پیچھے کارپٹ پر بیٹھ گئی۔

شام کو بہو کے میکے والے آ رہے ہیں کھانا معمول سے ہٹ کر پکے گا۔

کیا مطلب معمول سے ہٹ کر کیا وہ انسانوں والا کھانا نہیں کھاتے۔

دیکھئے اماں کیسی بکواس کرتی ہے لاڈلی۔ ممانی نے زور کا ہاتھ اس کی کمر پر جمایا۔

او ممانی ہاتھ ہے یا ہتھوڑا وہ کمر سہلانے لگی۔

چھوٹی صالحہ بہت دکھی تھیں۔

اماں جان تخت پر بیٹھی حکم چلاتی رہتی ہیں۔ یہ نہیں سوچتی کام کرنے والے بھی انسان ہیں۔ اور پھر ان کی پانچ بیٹیاں یعنی پانچ مصیبتیں چھٹی نند حسنہ خود مر گئی تو ایک نہ ختم ہونے والی مصیبت گوری کے نام پر ہمیشہ کے لئے ہمارا مقدر کر گئی۔ خالائیں اچھے گھرانوں میں بیاہی ہوئی ہیں، چاہے تو بھانجی کو اپنے گھر رکھ لیں۔ مگر توبہ کرو مفت میں مصیبت کون اپنے پلے باندھے۔ یہ تو ہم ہیں جو خاموشی کے ساتھ سب برداشت کئے جا رہے ہیں۔

امی جی، بڑے ماموں کا فون آیا ہے۔

بڑی صالحہ کی بیٹی نازیہ نے آ کر بتایا۔ وہ بھاری جسم کو سنبھالتی جتنی جلدی اٹھ سکتی تھیں، اٹھیں اور فون اٹینڈ کرنے چلی گئیں۔

ہونہہ، بڑے ماموں کا فون آیا ہے۔ ایک تو صالحہ کے گھر والوں کو چین نہیں۔ لوگ تو بیٹی

کے گھر کھانا نہیں کھاتے اور یہ ہیں کہ ہر چوتھے دن منہ اٹھائے چلے آتے ہیں اور خوب ڈٹ کر کھاتے ہیں۔ صالحہ کھانے بھی خوب پکواتی ہے اپنے میکے والوں کے لئے۔ یہ سوچ سوچ کر پیچ و تاب کھا رہی تھی کہ گوری ادھر چلی آئی۔

اے سن صالحہ ابھی ابھی فون اٹینڈ کرنے گئی ہے۔ تو پیچھے جا کر سن آخر بات کیا ہوئی ہے۔

ہم کیا کوئی جاسوس ہیں۔ اس نے کاندھے اچکائے۔

جاناں سن کے آ۔

لب کو ذرا ڈانٹ کر کہا، وہ منہ بناتی چلی گئی

میرے قریب ہوتی تو اس سے زیادہ زور کا مارتی۔ نانی غصے سے لال سرخ ہو گئی تھیں۔

اب ہم جائیں ہمیں تو چھوٹی ممانی نے یہ کہہ کر بھیجا تھا کہ جاؤ دیکھ کر آؤ۔ اماں کے کمرے میں کیا سازشیں ہو رہی ہیں۔

اے کیوں ہم لوگ سازشی ہیں اماں اور صالحہ دونوں بھپر گئیں۔

مذاق کر رہی ہوں سمجھا کریں، گوری نے معاملہ سرئیس ہوتے دیکھ کر وضاحت کی۔

لیجئے اب یہ مذاق بھی فرمانے لگیں۔ ممانی کا تمسخر صحیح تھا۔ اسے تو کبھی کسی نے ہنستے مسکراتے دیکھا ہی نہیں تھا جو ہنسی مذاق سمجھ نہ سکے وہ کرے گا کیا۔ بس ایک اطمینان اور مگن رہنے کی سی کیفیت رہتی تھی اس کے چہرے پر۔ کچھ بھی ہو جائے یہ دونوں رنگ اس کے چہرے پڑھے ہی رہتے۔

ان سب کا خیال تھا۔ وہ بڑے سخت دل کی گھنی اور خود غرض لڑکی ہے۔ ابھی پچھلے دنوں بڑے ماموں کا ایکسیڈنٹ ہوا۔ گھر میں کیسا کہرام مچا یہ کتاب کھولے بیٹھی تھی۔ یہ خبر سن کر کتاب بند کی میز پر رکھی اور بولی۔

اچھا تو ماموں اس وقت اسپتال میں ہے۔ کھانا اسپتال کا کھائیں گے یا گھر کا اگر گھر کا کھائیں گے تو میں ان کے لئے سوپ بنا دیتی ہوں۔

اور اس کے بعد کچن میں گھس کر سوپ کی تیاری شروع کر دی، کوئی پروا نہیں کی ماموں کی بیوی اور بچیاں کس قدر پریشان ہیں۔ کتنا رو رہی ہیں۔ چھوٹے ماموں کی بھی ساتھ دے رہی ہیں۔ مگر صاحبزادی سوپ کی تیاری میں مگن ہیں۔ کسی کو کھانے پینے کا ہوش نہیں۔ کچھ دیر بعد عاقب نے آ کر بتایا ابا ہوش میں ہیں، ٹھیک ہیں، ان کے لئے سوپ لے کر جانا ہے۔ اس نے اٹھ کر جھٹ سے وہ سوپ اسے تھما دیا۔

باقی جو بچا وہ بڑی ممانی نے پی لیا۔ شوہر پر بیتنے والے حادثے کا سن کر انہیں بہت کمزوری ہو رہی تھی۔ سب دل تھامے خاموش لاؤنج میں بیٹھے دعائیں کرتے رہے اور یہ صاحب چپلے اپنے کمرے میں جا کر پڑھتی رہیں پھر باورچی کھانے میں جا کر برتن دھوئے۔ نماز عشاء ادا کی اور سو گئیں سچ ہے کوئی اتنا بھی بےحس اور سنگ دل نہ ہو، جن لوگوں کا دیا کھاتی ہے دل میں

ان کے لئے بھی کچھ نہیں ہے۔ بڑی ممانی اور ان کی دونوں بیٹیاں راضیہ اور نازیہ کو تو غصہ تھا اس پر۔

جتنے دن بڑے ماموں اسپتال رہے، اتنے دن تو کسی نے گوری سے کچھ نہیں کہا۔ ہاں ماموں کے گھر آنے کے بعد سب ہی نے حسب توفیق خوب خبر لی خیال تھا کہ یہ شرمندہ ہوگی معافی مانگے گی اور اس قدر سخت سست کہنے پر روئے گی تو ضرور۔ مگر حیرت شدید حیرت۔ ادھر اثر ہی کوئی نہیں۔ سب خاموشی سے سنا اور پھر برآمدے کی پہلی سیڑھی میں جا کر بیٹھ گئی۔ پلر سے ٹیک لگائی۔ ہاتھ میں پکڑی کتاب کھولی اور پڑھنے لگی۔ ویسے تھی کوڑھ مغز ممانیاں کہتیں اگر ہماری بیٹیاں اتنا پڑھیں تو ٹاپ کریں۔ یہ مرمر کے پاس ہوتی ہے۔ پانچ منٹ ہی پڑھ پائی ہوگی کہ ماموں کے پرہیزی کھانا بنانے کے لئے اس کی پکار پڑنے لگی۔ کتاب بند کر کے وہ باورچی کھانے میں آ گئی۔

آج رات ممانی کے میکے والے آ رہے تھے۔ نانی نے بتایا تھا۔ کھانے میں کوفتے، مٹر پلاو ہوہی کا رائتہ، مرغ کا شوربے والا سالن، کسٹرڈ جیلی ضرور چاہئیں۔

ہو جائیں گے۔ اطمینان سے جواب دیا۔ سوچا ابھی مغرب کی نماز کا کچھ وقت ہے۔ چلو میں نماز پڑھ لوں نماز پڑھ کر کتاب کھول کر بیٹھ گئی، دس منٹ بھی نہ گزرے ہوں گے کہ ثاقب آ گیا۔

گوری میری شرٹ دھو دو جلدی سے مجھے رات میں ہی پہننا ہے۔

اسے اٹھنا پڑا کتاب بند کر کے اپنے کمرے کی الماری میں رکھ دی، ادھر ادھر رکھ دیتی تھی پھر کئی گھنٹوں کی تلاش کے بعد ہی مل پاتی۔

ادھر شرٹ دھو کر فارغ ہوئی تو خیال آیا اپنا اکلوتا یونیفارم استری کرنا ہے۔ جھٹ پٹ اسے استری کیا۔ یہ بھی ڈر تھا جو کسی نے آئرن اسٹینڈ کے پاس کھڑے دیکھ لیا تو بہت سے کپڑے پریس کرنے کو یہاں آ جائیں گے۔ بچت ہو گئی۔ ایسا کچھ نہیں ہوا۔

پھر وہ کچن میں آئی تا کہ شام کے کھانے کا سودا دیکھ سکے۔ مٹر موجود نہیں تھے۔ دار چینی بڑی الائچی تو یاد آیا کل ہی ختم ہو گئی تھی اور قیمہ بھی ختم ہو چکا ہے۔ انعام نے اپنے دوستوں کے لئے کباب جو بنوالئے تھے۔ اس نے کسی کو کچھ نہیں بتایا۔ مرغ کا گوشت نکال کر چولہے پر چڑھایا۔ چاول چنے جیلی کسٹرڈ کی تیاری کی اور یوں جب سات بجے وہ لوگ ان کے ہاں آئے تو کافی سے زیادہ کام مکمل ہو چکا تھا۔ بڑی ممانی کھلے دل اور چھوٹی ممانی مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ ان لوگوں سے ملیں۔ سب کے بیٹے بیٹیاں استقبال کو موجود تھے، وہ بس لگی اپنا کام کرتی رہی۔ چھوٹی ممانی کی سعدیہ چائے کا کہنے آئی۔ اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چائے تیار کر کے ٹرالی میں رکھی اور بڑی اماں کے کمرے میں لے آئی جہاں سب ہی موجود تھے۔

بس یہ خالی چائے بڑی ممانی اور نانی ایک ساتھ قہر میں ڈوبی آواز میں چلائیں۔ وہ برتن سیٹ کر رہی تھی۔ دوپٹہ بائیں شانے سے ڈھلک گیا تھا۔ سیدھی ہو کر دوپٹہ بائیں کاندھے پر

ڈالنے کو کسی پھندے کی طرح زور سے پھینکا۔ پیچھے صوفے پر بیٹھے ممانی کے بھائی کے منہ سے بے اختیار ہائے نکل گئی کہ ڈوپٹے کے کنارے پر لگے گھنگھرو چھوٹے چھوٹے کنکریوں کی طرح اس کے منہ پر پڑے تھے۔

بدتمیز، بے ہدایت لڑکی کی نانی ڈانٹنے لگیں۔

چائے کے ساتھ کچھ منگوانا ہے یا ٹھیک ہے اسی طرح آخر ان لوگوں نے کھانا بھی تو کھانا ہے۔

ساری ڈانٹ کھانے کے جواب میں بڑے اطمینان اور ذمہ دارانہ انداز میں پوچھا اور یہاں موجود ہر شخص کا دل چاہا اس کے سفید رنگ والے چہرے پر الٹے طمانچے رسید کرے کہ یہ سفید رنگ سرخ میں بدل جائے۔

کم عقل جاہل لڑکی پڑھ لکھ کر بھی کوئی سمجھ نہیں ہے۔ جان کر ایسا کرتی ہے۔ ہمیں جلا کر خوش ہوتی ہے۔ بڑی ممانی پورے یقین کے ساتھ کہہ رہی تھیں۔ ان کے بھائی کے بچے ایک پرتکلف چائے کے منتظر تھے اور اب خالی خولی چائے دیکھ کر ان کے منہ بن گئے تھے۔

اماں جی اتنی بڑی لڑکی اس قدر ان میرڈ ہے اسے آداب سکھائیں۔ ممانی کی کم پڑھی لکھی بھابی ہر موقع پر انگلش کا درست استعمال کرنا اپنا حق سمجھا کرتی تھیں۔

بڑی گھنی ہے۔ ہمارے بچے تو وہ کچھ سوچ ہی نہیں سکتے جیسی سازشیں یہ کرتی پھرتی ہے۔ بڑی ممانی نے اپنی بھاوج کو بتایا، انہوں نے کچھ خاص دلچسپی کا اظہار نہیں کیا۔ یوں بھی نند کے بچے انہیں ذرا بھی معصوم نہیں لگتے تھے، بلکہ ماں کی طرح چالاک مکار ہی لگتے تھے وہ بھی اور آج سے پہلے نند صالحہ خاتون کے بچوں سے زیادہ انہیں نند کی، نند کی بیٹی گوہر عرف گوری کہیں زیادہ اچھی لگتی تھی۔ بیچاری مظلوم لڑکی، صالحہ کی بیٹیاں بھی عمر میں اس کے برابر ہیں مگر ڈھنگ سے برتن میز پر بھی نہیں لگا سکتیں تو پکائیں گی خاک۔ مگر آج بیوقوف گوری نے یہ ہمدردی بھی کھو دی۔

چائے کا دور چل رہا تھا، جب چھوٹے ماموں انور بھی گھر آ گئے۔ بڑے ماموں کے سسرالیوں کو دیکھ کر منہ بن گیا۔ لو جی یہ پھر ٹپک پڑے ہیں، ان کی روز روز کی آمد سے گھر کا بجٹ خراب ہوتا ہے۔ اب پتہ نہیں کیا کچھ پکایا ہوگا ان کے لئے وہ بھی ایک کثیر مقدار میں۔ چھوٹی ممانی میاں کے پیچھے ہی کمرے میں چلی گئیں۔

تمہاری دیورانی خوش نہیں ہوتی ہماری آمد سے۔ صالحہ کی بھابی نے منہ بنا کر کہا۔

جی ہاں چھوٹی ممانی کو کافی برا لگا تھا۔ جواب گوری کی طرف سے آیا۔

تم چپ کرو، چلو کچن میں جا کر کھانا دیکھو۔ اماں نے ڈانٹ دیا وہ اس گھر کی بزرگ اور کرتا دھرتا تھیں، ہر صورت ماحول خوشگوار رکھنا چاہتی تھیں جسے گوری جیسی نامراد خراب کرنے پر تلی ہوئی تھی۔ وہ بھی جھٹ کچن میں چلی آئی اور کتاب کھول کر بیٹھ گئی۔

آج بہت دنوں بعد ایسا ہوا کہ وہ پچیس منٹ تک انہماک سے پڑھتی رہی۔ کسی نے آ کر ڈسٹرب نہیں کیا۔

پچیس منٹ بعد سعدیہ آئی اور بولی۔

بڑی اماں کہہ رہی ہیں سب کو بہت بھوک لگی رہی ہے۔ اب تو کھانا میز پر لگا دو۔ اس نے باورچی خانے کی دیوار پر لگے کلاک کی طرف دیکھا۔ پورے سوا آٹھ ہو رہے تھے کتاب بند کی اور سعدیہ سے بولی اچھا بس تم لوگ تیار ہو جاؤ۔ ابھی کھانا لگ جائے گا۔ سعدیہ اثبات میں سر ہلا کر اپنے سیٹ کیے بالوں کو ایک ادا سے جھٹکتے ہوئے واپس ہو لی، تب فرج کھول کر دہی اور رائتہ بنانے کا دوسرا سامان نکالا۔ جلدی جلدی رائتہ بنایا۔ مرچیں تھوڑی زیادہ ہو گئیں۔ ممانی کے میکے والے مرچ کافی کم کھاتے تھے۔

چلو خیر کوئی بات نہیں کھانے کو تو اور بھی بہت کچھ ہے۔ رائتہ نہیں کھائیں گے تو مر نہیں جائیں گے۔ اس کے بعد اطمینان سے سلاد بنانے بیٹھ گئی۔

ایک تو اللہ مارے سارے کے سارے سلاد بہت شوق سے کھاتے ہیں، مولی گاجریں، بند گوبھی الا بلا کاٹتے کاٹتے میرے تو ہاتھ رہ جاتے ہیں۔ جی چاہتا ہے کسی روز سلاد میں جمال گوٹا ملا دوں۔ عقل آ جائے سب کو۔ بڑبڑانے کے ساتھ ساتھ کاٹنے کا کام جاری تھا۔

گوری اماں کہہ رہی ہے کیا سو گئی ہو۔ آدھا گھنٹہ پہلے پیغام بھیجا تھا کھانا لگا دو، اور اب تک کوئی جواب ہی نہیں ہے۔ ساتوں سٹوڈنی سعدیہ اس مرتبہ کافی غصے میں تھی ویسے بھی اسے گوری پر کچھ زیادہ ہی غصہ آتا تھا۔ کس قدر صاف رنگ ہے اس کی کلائی میں کالی چوڑیاں ڈال لیتی ہے تو میرا دل خاک ہو جاتا ہے۔ کمبخت نہ کوئی اپٹن استعمال کرتی ہے نہ ہی بلیچ کرتی ہے پھر بھی ایسی چمکدار سفید جلد ہے۔ سعدیہ اسے دیکھ دیکھ جلا کرتی تھی، گوری کو اس کے حسد کی خبر تھی یا نہیں، اس سے فرق بھی کیا پڑتا تھا۔ وہ لاپرواہ اور ڈھیٹ لڑکی تھی، احساسات سے یکسر عاری۔

آدھا گھنٹہ۔ گوری نے چیخ ماری اماں سے کہو قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھی ہیں۔ کچھ تو خدا کا خوف کریں۔ بیس منٹ کو وہ آدھا گھنٹہ کہہ رہی ہیں۔

میں بتاتی ہوں اماں کو۔ تم ان کے بارے میں اس طرح بات کر رہی ہو۔ پتا لگ جائے گا تب سمجھ آئے گی تمہیں۔

سعدیہ کی بات کا جواب اس نے گاجر کا ایک ٹکڑا منہ میں ڈال کر دیا۔ گاجریں بہت میٹھی ہے، ایویں ہی سویٹ ڈش بنانے کی زحمت کی۔ پستے بادام کی ہوائیاں چھڑک کر گاجریں پیش کر دیتی۔

کھانا میز پر آیا بڑی اماں نے انعام سے کہا یا ڈاس کام چور لڑکی کو کہا گیا تھا اور پکایا گیا ہے۔

بڑی ممانی بڑے ماموں اور اماں غصے میں تھے۔ مہمانوں سے شرمندہ تھے جبکہ چھوٹے ماموں اور ممانی کا دل باغ باغ ہو گیا تھا۔

بہت اچھا کیا گوری نے، ان پر ہر دوسرے تیسرے دن آ ٹپکنے والے مہمانوں کو اس سے بھی سادہ کھانا ملنا چاہیے۔

گوری حاضر ہوئی، ممانی اور اماں نے مہمانوں کی موجودگی میں کلاس لگائی اس نے یوں سنا جیسے اسے نہیں کسی اور کو سنایا جا رہا ہو۔ پھر جب وہ ذرا سستانے کو رکیں تو وہ بولی۔ گھر کا سودا سلف چیک کرنے کی ذمہ داری میری ہرگز نہیں ہے۔ یہ کام بڑی ممانی کا ہے میں تو پورے ٹائم پر کچن میں لگی تھی۔ جا کر دیکھا تو آدھا سامان موجود آدھا غائب میں سمجھ گئی۔ ممانی مہمانوں کی زیادہ آؤ بھگت کر کے گھر کا بجٹ خراب نہیں کرنا چاہتیں بس اسی لیئے جو موجود تھا۔ پکا لیا۔

اس خیال کا اظہار محفل کے رنگ کو ایک دم سے بدل گیا۔

میں نہ کہتی تھی آپ کی بہن آپ سے ملنا پسند نہیں کرتی۔ مگر آپ ان کی چاہ میں میری سنتے ہی کب ہیں۔ اب ہو گئی تسلی۔ صالحہ کی بھابھی اپنی کراری آواز میں اپنے میاں کو شرمندہ کر رہی تھی۔

ایسی بات بالکل نہیں ہے بھابھی۔

ایسی بات ہرگز نہیں ہے بھابھی یہ لڑکی انتہائی مکار اور پھوٹ ڈلوانے کی ماہر ہے۔ آپ اس کی باتوں پر مت جائیں، صفیہ سے پوچھ لیں۔ آپ لوگوں کی آمد کا سن کر میں کس قدر خوش تھی۔

صالحہ نے دیورانی سے گواہی چاہی، اس نے بددلی کے انداز میں گردن اثبات میں ہلا دی کی جیٹھانی سے پوری طرح بگاڑ بھی نہیں جا سکتی تھی، بہت سے ایسے کام تھے جن میں انہیں ایک دوسرے کی مدد کی ضرورت پڑتی رہتی تھی۔ ادھر وضاحتوں کا سلسلہ جاری تھا اور گوری دوبارہ اپنے کمرے میں آ چکی تھی جو باقی عمارت سے ذرا ہٹ کر تھا۔ پہلے یہ کاٹھ کباڑ کے لیئے استعمال ہوتا تھا۔ اور گوری اماں کے کمرے میں کبھی چارپائی ڈال کر تو کبھی فرش پر سو جایا کرتی تھی۔ مگر اماں کے کمرے میں ہر وقت کا آنا جانا لگا رہتا تھا۔ گوری کو دیکھتے ہی نا جانے کیوں سب کو کام یاد آ جاتے تھے اور وہ بالکل ہی پڑھ نہیں پاتی تھی۔ گھر میں سب ہی کہتے کند ذہن ہے۔ ہر وقت کتاب ہاتھ میں ہوتی ہے۔ پڑھتی رہتی ہے مگر جب امتحان ہوتے ہیں رزلٹ آتا ہے تو بمشکل پاس ہوتی ہے۔ ایک ہماری بیٹیاں ہیں۔ ٹی وی بھی دیکھتی ہیں۔ ہنستی کھیلتی بھی ہیں مگر اس کے باوجود نمبر گوری سے زیادہ لیتی ہیں۔

وہ کسی ایسے کونے کھدرے کی تلاش میں تھی۔ جہاں بیٹھ کر دو گھڑی سکون سے پڑھ سکے۔ اور ٹیچرز کے طنز بھرے جملوں سے بچ سکے۔ جو وہ کوئی سوال نہ آنے کی صورت میں اس پر کیا کرتی تھیں۔ بدقسمتی سے چھوٹے ماموں کی رخشی اس کی کلاس فیلو تھی۔ وہ پڑھائی میں اس سے کافی آگے تھی۔ گھر اسکول اور اب کالج میں گوری کا مقابلہ رخشی کے ساتھ کر کے اسے شرمندہ کرنے کی کوشش کی جاتی مگر ہمیشہ ہی یہ کوشش ناکام ہوتی۔ گوری نے شرمندہ ہونا سیکھا جو نہیں تھا۔ یہ کاٹھ کباڑ والا کمرہ اس نے نانی کی اجازت سے حاصل کیا تھا۔ صفائی صبح سے لے کر شام تک کرتی رہی۔ اس روز وہ گھر کا کوئی اور کام نہ کر سکی اور یوں صبح سے شام تک کوسنے بھی اس کا مقدر ٹھہرے۔ کمرہ صاف ہوا۔ ایک چارپائی، ایک تین ٹانگوں والی میز ٹوٹی ٹانگ کی جگہ اس نے ایک لکڑی، نائیلون کی ڈوری کے ساتھ باندھ دی تھی۔ اس پر پرانے

اخبار کا رنگین صفحہ بچھا لیا اور اپنی چند چیزیں رکھ دیں۔ خوش قسمتی سے کمرے میں ایک عدد الماری موجود تھی۔ وہاں اس کی کتابیں سج گئیں۔ اور یوں گوری کا کمرہ تیار ہو گیا۔

سب کا خیال تھا یہ کمرہ گھر کی باقی عمارت سے دور ہے۔ رات کو گوری یہاں سو نہیں سکے گی۔ اسے تو یوں بھی شروع ہی سے اماں کے کمرے میں سونے کی عادت ہے۔ رات اہل خانہ اس کی طرف سے آنے والی چیخوں کی امید لئے سوئے مگر ایسا ہوا کچھ نہیں۔ وہ تو احساسات سے عاری عجیب لڑکی تھی۔ بھلا اسے ڈر خوف کا کیا معلوم، مزے سے ساری رات سوئی رہی۔ یہ گھر والوں کا خیال تھا۔

عشاء کی نماز پڑھ کر، ساڑھے نو بجے کے قریب وہ کچن میں آئی۔ خیال تھا مہمان کھا چکے ہوں گے اہل خانہ بھی فارغ ہو چکے ہوں گے اب باقی کا اس کے حصے میں آ جائے گا۔ بھوک زوروں پر تھی جلدی جلدی چاولوں کی پتیلی میں جھانکا، بھوکے ندیدے ایک دانہ بھی نہیں چھوڑا۔ اس نے باری باری سب برتن دیکھ ڈالے۔ سوائے سلاد کے اور کچھ بھی نہیں تھا۔ چولہا جلا کر توا رکھا اور فریج سے آٹا نکال کر روٹی بنانے لگی۔ ایک پھلکا پکا کر سلاد کے ساتھ یہیں بیٹھ کر کھایا۔ فریج میں انڈے موجود تھے مگر وہ سلاد کے ساتھ ہی کھاتی رہی۔ ساتھ ہی پانی کا گلاس تھا۔ نوالہ منہ میں رکھتی اور پھر پانی کا گھونٹ بھر کر اسے آگے دھکیلنے کی کوشش کرتی۔ پتہ نہیں کیوں گلا بند ہونے لگا تھا۔ کچھ کھایا نہیں جا رہا تھا۔

صبح کا ناشتہ ملازمہ بنایا کرتی تھی۔ صفائی ستھرائی، برتن دھونے کا کام بھی وہی کرتی تھی۔ پھر گیارہ بجے کے قریب وہ چلی جاتی۔ اور جب گوری کالج سے واپس آتی تو ملازمہ والی ڈیوٹی یہ سنبھال لیتی۔ اس نے صبح نماز کے بعد ٹیسٹ یاد کرنے کی کوشش کی تھی۔ مگر نانی کے سر میں درد ہونے لگا اور انہوں نے روغن بادام سے سر کی مالش کروانے کے لئے اسے اپنے کمرے میں بلا لیا تھا۔

کالج جانے کے لئے لباس تبدیل کیا۔ اس کا یہ سفید یونیفارم پورے دو سال پرانا تھا۔ اس کا رنگ سفید کے بجائے پیلا سا ہو گیا تھا۔ اکثر لڑکیاں مذاق اڑاتیں۔

گوری تمہیں شاید علم نہیں ہمارے کالج کا یونیفارم آف وائٹ نہیں بلکہ وائٹ ہے۔

وہ ازلی لاپرواہی سے گردن اٹھائے ایک شان سے گزر جاتی۔ یہ تو اس کا سفید رنگ اور بھورے بھورے چمکدار بال تھا جو عزت بنائے رکھتے۔ لڑکیاں اس کے سفید سفید ہاتھوں کو تو بڑی حسرت سے دیکھا کرتی تھیں۔ شکل اس کی چندے آفتاب ماہتاب نہیں تھی۔ ہاں ہاتھ واقعی خوبصورت تھے۔ اس کے پاس کل چھ کانچ کی چوڑیاں تھیں۔ کالی سیاہ چوڑیاں جو وہ سنبھال کر رکھتی۔ کبھی کبھی کلائی میں ڈال لیتی اور جھٹ چوڑیوں کی قسمت جاگ اٹھتی۔ مگر پھر اسے کام کرنے والی ماسی نے بتایا۔ میں جہاں دوسری کوٹھی میں کام کرتی ہوں۔ اس کی بیگم بڑے سلیقے والی ہے وہ بتا رہی تھی۔ پانی گرم کر کے اس میں نمک اور سرف ڈالیں۔ پھر سفید کپڑا اس پانی میں کچھ دیر بھگونے کے بعد دھوئیں چاندی کی طرح چمکنے لگے گا۔ اس نے جھٹ سے

تجربہ کیا جو سو فیصد کامیاب رہا۔ اب اس کا یونیفارم چاندی کی طرح چمکنے لگا تھا۔ اسی خوشی میں اس نے چھے عدد کالی چوڑیاں بازو میں ڈال لی تھیں، نانی سے نظر بچا کر ان کا کاجل اپنی بھوری آنکھوں میں ڈالا تھا اور بہت دل سے تیار ہو کر کالج آئی تھی۔ یہاں بہت سی لڑکیوں نے مذاق کے رنگ میں اس سے کپڑے اس قدر سفید ہونے کی وجہ پوچھی اور اس

نے سادگی کے ساتھ سب کو طریقہ بتا کر خوب ہی ہنسی کا سامان پیدا کیا، لڑکیاں ہنستی رہیں اس نے پرواہ نہیں کی، نہ تو شرمندہ ہوئی اور نہ ہی ان سے الجھی۔ وہ خود ہی چپ ہو گئیں اور اکثریت نے ہمیشہ کی طرح یہ کہا۔

گوری بہت مغرور ہے، ہونہہ ہے کیا اس میں۔ سفید پھیکا رنگ، تاڑ کی طرح لمبی اور بھورے بالوں والی مگر اس پر بھی کس طرح تن کر چلتی ہے۔ کوئی ہنسے کچھ بھی کہے اسے پرواہ نہیں بڑی آئی کہیں کی شہزادی۔

مغرور نہیں بیوقوف ہے۔ اس کی ماموں زاد رخشندہ فوراً تصحیح کرتی، مگر لڑکیاں یہ ماننے کو تیار نہیں تھیں، انہوں نے خود دیکھا تھا، گوری بیگم ٹیچرز کو بھی خاطر میں نہیں لاتی تھی۔ ٹیچر ڈانٹ رہی ہے شرمندہ کر رہی ہے مگر گوہر باقی لڑکیوں کے برعکس سر اٹھائے کھڑی کھڑکی سے باہر دیکھ رہی ہے۔ یا پھر مس کے چہرے کی طرف دیکھ رہی ہے اس کے چہرے پر نہ خوف ہوتا ہے نہ تضحیک کا احساس، یوں لگتا ہے یہ سب اسے کہا ہی نہیں جا رہا، ان حرکتوں پر تو کچھ ٹیچرز اسے کہنا سننا ہی چھوڑ دیتیں اور کچھ اللہ واسطے کا بیر رکھنے لگتیں۔ کلاس میں خوب ہی تخت سست کہتیں۔

کالج میں کوئی اس کی سہیلی نہ تھی۔ شروع شروع میں اس نے ایک دو گروپ جوائن کیے ضرور تھے۔ مگر ہر جگہ ایک سی باتیں ہوتیں، میرے ابو مجھ سے اتنا پیار کرتے ہیں، میری اماں اتنا خیال رکھتی ہیں، بھیا نے مجھے یہ لا کر دیا ہے، بہن ہوں کہتی ہے۔ اس نے گروپ چھوڑ دیے اکیلی ہی ہر جگہ نظر آنے لگی۔ اکثر وہ لائبریری کی سیڑھیوں میں بیٹھی دکھائی دیتی۔ تھوڑی ہتھیلی پر جمائے ہنستی مسکراتی قہقہے لگاتی لڑکیوں اپنی بھوری آنکھوں سے سنجیدگی سے تکا کرتی۔ اور خالی پیریڈ اسی طرح دوسروں کی ہنسی دیکھنے میں گزار دیتی۔ رخشندہ لائق اور اسی طرح کی لڑکی تھی جیسے کہ لڑکیاں ہوتی ہیں سو بہت سی اپنے جیسی لڑکیوں سے اس کی دوستی بھی تھی۔ کبھی اس کی دوست کہتیں۔

وہ دیکھو تمہاری کزن اکیلی بیٹھی ہے، اسے بھی اپنے پاس بلا لیتے ہیں تو وہ ناک چڑھا کر کہتی،

چھوڑو اس کو اس کی عادت ہی ایسی ہے۔ شروع سے ہی وہ الگ تھلگ اپنی دنیا میں مگن رہنے والی ہے۔ خواب بنتی ہوگی۔

لڑکی ہنس کر کہتی ہاں ان دیکھے شہزادے کی آمد کے خواب۔ کوئی دوسری ٹکڑا لگاتی سب ہنس پڑتیں۔

اس کی منگنی تو اماں بتاتی ہیں بچپن میں ہو چکی ہے۔ کہاں ہوئی ہے یہ ہم نہیں جانتے نہ وہ

لوگ کبھی ہماری طرف آئے نہ ہم نے نہیں دیکھا۔

کمال ہے عجیب بات ہے، سب داستان سننے کو بےتاب دکھائی دینے لگتیں۔

ہمارے نزدیک گوری تو، ہم نہیں ہے۔ جو اس کا مسئلہ ڈسکس کریں۔ گھر میں جو باتیں ہوئیں کبھی کبھار اڑتی اڑتی ہماری کانوں میں بھی پہنچ جاتی ہیں سنا ہے ان لوگوں سے کوئی جھگڑا ہو گیا ہے۔ اس لیے میل جول ختم ہے۔

وہ تو اس کا مطلب ہے رشتہ بھی ختم ہے۔

پتہ نہیں، کہا نا ہم نے بھی کبھی نہیں پوچھا اس بارے میں۔ رخشندہ فوراً موضوع بدل دیتی۔ مگر اس کی زبان سے بیان کردہ یہ سچ کہانی جب دوسرے کانوں نے سنی تو پھر سننے کے بعد آگے بھی کہی گئی۔ اس میں بہت سے اضافے ہوئے اور کئی رخ بھی دیے گئے، گوری کالج میں مشہور ہو گئی، اور اس کا ان دیکھا ان جانا منگیتر بھی خوب ہی شہرت پا گیا۔

بہت سی لڑکیاں صرف اسے چھیڑنے کی خاطر اس کے سامنے ان دیکھے ان جانے صاحب کا ذکر کرتیں اور کہتیں۔

اے گوری کبھی یہ بھی سوچا ہے؟ اتنے برسوں کی دوری نے اس کا کیا حال کر دیا ہو گا۔ کتنا خوبصورت تعلق اور اس پر یہ دوری، ہائے ہائے تم کتنی ظالم ہو، کبھی خبر ہی نہیں لی اس کی۔

یہ باتیں گوری کو اچھی لگتی ہیں یا بری کوئی بھی اندازہ نہیں لگا سکا کہ وہ کسی قسم کا کوئی تاثر چہرے پر لاتی ہی کہاں تھی۔ سب سنتی اور یوں بیٹھی رہتی جیسے یہ سب اس سے نہیں دیواروں سے کہا جا رہا ہے۔

خاموش دیکھ کر کچھ تو اکتا کر چلی جاتیں، کچھ آپس میں بات بڑھاتیں۔

ہائے گوری گوری کلائی جو دیکھ لے تو تھامنے کو بیتاب ہو جائے۔ بات ہمارے خاندانی خواتین پر، ہاتھ پکڑ کر گانا گاتے ہوئے وہ دور ویرانوں میں نکل جائے۔

چلو کہیں دور یہ سماج چھوڑ دیں دنیا کے رسم و رواج چھوڑ دیں۔

گوری کا انداز ہنوز سپاٹ تھا۔ جیسے یہ سب بے وقوف اور فارغ بچیاں ہیں۔ اور اس جیسے عقل مند اور پڑھاکو کے پاس اتنا ٹائم کہاں کہ ان پر توجہ دے۔

گوری ہے بڑی مغرور، اس کا یہ انداز کچھ لڑکیوں کو جلا اور کچھ کو شرمندہ کر دیتا۔ ہونہہ ہے کیا اس کے پاس پرانا یونیفارم اور پرانی سی فائل پیسے تو کبھی اس کے پاس ہوتے ہی نہیں نہ ہم نے کبھی اسے کالج کی کینٹین کی طرف جاتے دیکھا۔ پڑھائی میں بھی کچھ ایسی خاص نہیں۔ شکل بھی حور پریوں والی نہیں ہے۔ بس رنگ سفید ہے اور سمارٹ ہے، اور بس، یہ خوبیاں تو بہت سی لڑکیوں میں ہوتی ہیں۔ مگر اتنی مغرور کوئی نہیں ہوتی۔ یہ کوئی بات ہے کسی کو اپنے قابل نہیں سمجھتی جب ہی تو دوستی نہیں کرتی۔ لڑکیاں ناک سکیڑ کر منہ بنا کر تبصرے کرتیں۔ اور وہ اس سب سے بے نیاز کوئی نہ کوئی نوٹس بنانے میں مصروف ہوتی۔

کالج میں مینا بازار کی تیاریاں عروج پر تھیں۔ اور یہاں ڈرامہ رضیہ سلطانہ بھی کھیلا جانا تھا۔ رضیہ سلطانہ کے لیے گوری سے ٹیچر نے خود کہا اور اس کے بعد ڈرامہ کروانے کی ذمہ دار لڑکیاں

بھی اس کے پاس تھیں مگر وہ ہاں نہ کر سکی۔ بہت اصرار ہوا مگر اس نے ایک بار منع کر دی پھر
بھی انکار کیا۔ بے حد مغرور اور بد مزاج وہ اس کے رویے سے، کتنا کرو وہ بس ہو لیں۔ اور اس رات گھر
آ کر گوری نے کام ختم کرنے کے بعد اپنے کمرے میں آ کر کتاب نہیں کھولی۔ زیرو پاور کا بلب
آن کر کے وہ نیم تاریکی میں بستر پر لیٹ گئی۔ آنکھیں موند لیں اور گوری سے رضیہ سلطانہ بن
گئی۔ کہاں تو دوسروں کے رحم و کرم پر پڑی ہے بس گوری۔ اور کہاں سلطانہ رضیہ۔ حاکم بادشاہ
مرضی کی مالک، حکم

دینے والی۔ پسند کا کھانے اور پہننے والی۔ اگر میرے پاس گیٹ پاس کے لئے پیسے ہوتے
تو میں یہ کردار ضرور کر لیتی۔ مگر میں یہ جانتی ہوں کہ جب کسی ڈرامے میں کام کیا جاتا ہے تو
کردار بہت کچھ اپنے پلے سے بھی لا دیتے ہیں۔ گوری بہت غریب ہے اس کے لئے سلطانہ تک
کا سفر بہت کٹھن ہے۔ مگر خیالوں پر پابندی ہے بھلا۔ وہ آج یہ خواب بنتے مطمئن تھی اور اس
روز پہلی بار اسے علم ہوا جاگتے میں خواب دیکھنا کتنا دلچسپ مشغلہ ہے۔ مگر پھر میری کتابیں مجھ
سے دور ہو جائیں گی۔ اور کتاب دور ہونے کا مطلب ہے منزل دور ہو جائے گی۔ وہ گھبرا کر
اٹھی۔ لائٹ آن کر دی۔ رخشندہ تو اس کی کلاس فیلو تھی۔ باقی کی کزنز میں ناہید اور سعدیہ ہوم
اکنامکس کالج میں تھیں۔ جبکہ رضیہ بھی کلاس نائن میں تھی۔ مگر مینا بازار میں شرکت تو اسے
بھی کرنا تھی، سب ہی کی تیاری زبردست تھی نئے سوٹ نئے جوتے نئی جیولری۔

ہائے میرے پاس نیل پالش نہیں ہے۔ رضیہ بڑی پریشانی کے عالم میں سعدیہ سے کہہ
رہی تھی۔

ابھی پچھلے مہینے تو لے کر دی تھی تم نے۔ رخشی کو کزن کی فضول خرچی پر ہمیشہ بہت
اعتراض ہوا کرتا تھا۔

تم سے کس نے بات کی۔ سعدیہ تنک کر بولی۔

تم حد سے زیادہ فضول خرچ ہو، گھر کا خرچ چونکہ اکٹھا ہے میرے بابا کی آمدنی بھی اس
میں شامل ہوتی ہے۔ اس لئے تمہاری فضول خرچیاں بھی مجھے پریشان کرتی ہیں۔

اس پر بات بڑھ گئی، گوری جو چھوٹی ممانی کے کلف لگے دوپٹے پر پنی ٹانک رہی تھی۔
وہیں چھوڑ کر ان کے کمرے میں چلی آئی کہ اس وقت چھوٹی ممانی ان دونوں میں الجھ گئی
تھیں۔ گوری کو یہاں سے اٹھتے ہوئے نہیں دیکھا۔

امی، امی آپ کو پتہ ہے کالج میں مینا بازار ہے۔

ہاں علم ہے مجھے۔ وہ نماز کی چوکی سے اٹھتے ہوئے
بولیں۔

سب نے نئے کپڑے لئے ہوئے ہیں میرے لئے بھی بنادیں۔ انداز میں لجاجت تھی نہ
خوشامد بس ایک سوال تھا۔

تمہارے کپڑے، وہ کسی سوچ میں الجھیں۔

ہاں میرے کپڑے اس نے دہرایا۔

چلو ٹھیک ہے بتادوں گی۔ وہ بھی جانے کس موڈ میں تھیں واپسی کو مڑی تو بولیں۔ اپنا کوئی سوٹ ناپ کے لئے دے دینا۔ پروین کی ماں سے سلوا دوں گی وہ۔ وہ مجھے کپڑے دے چکی ہے۔

ٹھیک ہے۔ اس نے اثبات میں سر ہلا دیا پھر اسی وقت اپنے کل چار سوٹوں میں سے ایک نکال کر اماں کو تھما دیا۔

ارے یہ تو بدرنگ سوٹ ہے۔ پروین کی ماں کے سامنے ناپ کے لئے یہ جوڑا دیتے کیا شرمندگی نہیں ہوگی مجھے۔

اماں میرے تین جوڑے تو ایسے ہی ہیں۔ آخر اتنے عرصے سے ساتھ جو دے رہے ہیں میرا۔

ارے وہ جو پچھلی عید پر نیلا جوڑا سلوا کر دیا تھا۔ جس کے ڈوپٹے پر تم نے کرن ٹانکی تھی۔ وہ کیا ہوا بھلا

اماں وہ میرے پاس ایک ہی تو اچھا جوڑا ہے۔ پروین کے اتنے سارے بھائی بہن ہیں۔ کسی نے گندے ہاتھ لگا دیے تو داغ لگ جائے گا۔

ارے تو اور سنو۔ بی بی سی کی ماں درزن ہے ایک سے ایک اچھا کپڑا اس کے ہاں سلنے کو آتا ہے جو یوں داغ لگا واپس کرتے تو بھلا کوئی سلنے کے لئے دیتا انہیں کپڑے اچھے۔

اماں نے اس کی عقل کا بھرپور انداز میں ماتم کرنے کے بعد کہا تھا۔ وہ بھی قائل ہوگئی اور اپنا نیلا جوڑا نکال کر ان کے حوالے کردیا۔

اگلے روز یہ کالج جانے کے لئے تیار ہوئی تو علم ہوا رخشی تو آج نہیں جا رہی۔ اس کے گلے میں تکلیف ہے۔

تکلیف تو ہوگی، پلیٹیں بھر بھر کے کھٹی چاٹ کھاتی ہے۔ اس نے علاج ضروری سمجھا اور ممانی کو زیادہ

برا اس لئے لگا کہ اس نے ماموں کی موجودگی میں یہ علاج کیا تھا۔ انہوں نے اپنے بیٹے انعام کو منع کر دیا کہ وہ آج گوری کو بھی کالج چھوڑ کر نہیں آئے گا۔ اس سے پہلے یہ چاروں لڑکیاں انعام کے ساتھ سوزوکی مہران میں لد کر اپنی اپنی منزل پر جایا کرتی تھیں اس کے بعد وہ اپنی راہ لیتا تھا۔ آج گوری کے لئے اس کے پاس یہ بہانہ تھا کہ اس روٹ پر جانا ہی نہیں۔

وہ بھی خوب سمجھتی تھی مگر کچھ نہ بولی۔ کالج کے لئے تیار ہو کر نانی کے کمرے میں آگئی اور بولی۔

اماں مجھے کرایہ دیں میں آج ویگن سے جاؤں گی۔

ساری بات سن کر انہوں نے سو روپے کا نوٹ تھمایا اور بولیں رکشہ لے لینا، بسوں ویگنوں کی عادت نہیں ہے، پھر تمہارا کیا بھروسہ کس نمبر کی وین میں سوار ہو کر کہاں پہنچ جاؤ۔

اسے کہنا تو چاہیے تھا کہ اتنی بیوقوف نہیں ہوں مگر سو روپے کے لال نوٹ نے کچھ کہنے نہیں دیا۔ نوٹ مٹھی میں دبائے یہ دعا کرتی رخشی بہت دنوں تک بیمار رہے۔ انعام مجھے لے جانے سے انکار کرتا رہے اور اماں سو روپیہ دیتی رہیں، وہ گھر سے باہر آگئی۔ رکشہ کس نے لینا

تھا۔ وہیں سے کالج آئی۔ نوٹ بڑی احتیاط سے فائل میں رکھا اور فیصلہ کیا کہ فری پیریڈ میں بیٹھ کر سوچنا ہے کہ اس اچھی خاصی رقم کو کہاں خرچ کیا جائے۔ موسم آج بہت حسین تھا۔ بادل صبح بہت ہلکے تھے مگر اب گہرے ہوتے جا رہے تھے۔ ہوا ٹھنڈی اور اٹکھیلیاں کرتی ہوئی تھی۔ پڑھائی کم تفریح زیادہ ہوتی اور لڑکیاں خوب ہی ہنگامے کرتی۔ دن کے گیارہ بجے تک بادل جھکے رہے۔ پھر برسنے لگے۔ ایک گھنٹہ تک خوب برسے پھر زور ٹوٹنے لگا مگر قدرت کو منظور کچھ اور تھا۔ ہوائیں نہ جانے کہاں کہاں سے بادلوں کو گھیر گھیر کر ادھر لا رہی تھیں۔ پڑھائی تو آج ہوئی نہیں بارش تو لگتا ہے سارا دن برسے گی۔ اور آج تو نعیم مجھے لینے بھی نہیں آئے گا۔ بہتر ہے اب جو بارش کم ہوئی تو گھر کی راہ لوں۔۔۔ وہ۔

یہ سوچ کر کالج کی عمارت سے باہر آئی۔ رکشہ کی تلاش میں نگاہ دوڑائی۔ برستی بارش میں اسٹاپ تک جاتے کپڑے بری طرح گیلے ہو جاتے مگر اسے ناکامی ہوئی۔ اسٹاپ کی طرف چل پڑی مگر راستے میں بارش تیز ہو گئی۔ اسے ایک درخت کے نیچے پناہ لینا پڑی۔ وہ مصیبت اگر بارش نہ ہوتی تو کالج سے واپسی پر بازار چلی جاتی اور یہ سو روپیہ خرچ کرتی مگر کیا لیتی، چوڑیاں۔ مگر سو روپے کی چوڑیاں اور وہ بھی چوڑیوں سے زیادہ مجھے چپل کی ضرورت ہے۔ ایک چپل جو دیکھنے میں خوبصورت لگے جسے میں مینا بازار میں پہن سکوں یا پھر۔

ہیلو ہیلو کہاں جانا ہے آپ کو وہ شاید کافی دیر سے پکار رہا تھا اور اپنے خیالوں میں مگن اس نے سنا ہی نہیں۔ اب چونکی غصے سے اس کی طرف دیکھا کہ ایسے لفنگے لفٹ دینے والے تو لڑکیوں پر منڈلاتے پھرتے ہیں۔ مگر اس کو پولیس یونیفارم میں ملبوس پایا۔ انداز و اطوار میں شائستگی اور سب سے بڑھ کر وردی اور جیپ۔

آئیے بیٹھئے میں ڈراپ کر دیتا ہوں اسے تذبذب کے عالم میں پایا تو پھر ذرا توقف کے بعد بولا۔ دیکھنے میں ذمہ دار پوسٹ پر فائز ہوں۔ پولیس مین ہوں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ موسم بہت خراب ہو رہا ہے۔ بارش تو ہے ہوائیں بھی بہت تیز ہیں ایسے میں آپ دو قدم آگے اٹھائیں گی۔ یہ آپ کو پیچھے دھکیل دیں گی۔

جی جی یہ تو ہے، احمق لڑکی جیسے چونک گئی اور یہ بات تو دل کو لگی کہ جھٹ جیپ میں آ کر بیٹھ گئی۔ کہاں جانا ہے آپ کو۔ وہ سرسری سی نگاہ ڈال کر مخاطب ہوا۔

گھر تو میرا کافی دور ہے، آپ کو چاہیے تھا پہلے پوچھ لیتے تب پتہ نہیں ہمدردی سوار تھی آپ پر۔ اب جب میں بیٹھ چکی ہوں تب پوچھ رہے ہیں مجھے نہیں پتہ آپ کے راستے میں آتا ہے یا نہیں۔ بس مجھے چھوڑ کر آئیں۔ وہ لیا دیا انداز تھا دھونس بھی اور بچوں والی ضد بھی۔ اس کے لبوں پر واضح مسکراہٹ دوڑ گئی۔

محترمہ میں نے یہ کب کہا ہے اگر آپ کا گھر

میرے راستے میں ہے تب ڈراپ کروں گا۔ میں تو ہر طرح سے خدمت کو حاضر ہوں۔

وہ اچھا اب کے وہ بڑے ریلیکس انداز میں مسکرا دی۔ اور زبان کے ساتھ ساتھ ہاتھوں کے اشارے سے بھی ایڈریس سمجھانے لگی۔ تب اس کی نگاہ اس کے سفید ہاتھ اور گول سفید

کلائی پر پڑی۔ کالی چوڑیاں کس قدر سج رہی تھیں۔ سچ تو یہ ہے کہ چہرے سے زیادہ اس کے ہاتھ اور اس کی گول کلائیاں اور ان میں بجتی کالی چوڑیاں توجہ کھینچ لیتی تھیں۔

سمجھ گئے ناں آپ ایڈریس سمجھ کر وہ پوچھ رہی تھی۔

جی کچھ کچھ جہاں سے سمجھ میں نہ آیا آپ بتانے کی زحمت کر دیجئے گا۔ ورنہ دوسری صورت میں زحمت پھر بھی آپ ہی کو ہوگی۔

کیا مطلب اس نے سر سے کھسک جانے والی چادر کو اپنے براؤن ہاتھوں اور سیدھی مانگ والے سر پر سلیقے سے جمایا۔

ظاہر ہے پتہ معلوم نہ ہونے کی صورت میں آپ کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔

کہاں جا رہے ہیں آپ

کیوں کیا آپ ساتھ جانا چاہتی ہیں گوری نے قدرے ناگواری سے اسے دیکھا۔ مگر دوسرا چہرے پر کچھ اس درجے کی سنجیدگی تھی کہ وہ سوال کی نوعیت جان نہیں سکی۔ ویسے میں اس وقت آپ کے علاقے کے تھانے میں جا رہا ہوں وہاں کے انچارج کے خلاف شکایتیں ملی ہیں۔

آپ کس عہدے پر ہیں

میں اے ایس پی ہوں۔

لگتا ہے اس محکمے میں آئے زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔ جی نہیں میں تو پورے پندرہ سال سے ادھر ہی ہوں۔

پندرہ سال وہ آواز دبا نہیں سکی۔ پھر بھی اتنے ینگ لگتے ہیں۔ ہاتھ ٹھوڑی پر رکھ کر حیرت کا اظہار کیا۔ اور جائزہ بھی بڑے سکون سے لیا۔

ینگ لگتا نہیں، ہوں بھی۔ آپ کا یہ اندازہ ہی بے تکا تھا کہ۔۔۔ لگتا ہے زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔ یہ تو کوئی آنکھوں کا اندھا بھی بتا سکتا ہے کہ میں ینگ ہوں اور سروس نئی نئی ہے۔

آپ تو خفا ہو گئے۔

جی نہیں میں کیوں خفا ہونے لگا۔ بس جب لوگ ایسی بے تکی باتیں کر کے پھر سامنے والے سے اس جملے کی توقع کرتے ہیں کہ ارے آپ کو کیسے پتا چلا تو مجھے بڑا غصہ آتا ہے۔

کیا میں پولیس میں بھرتی ہو سکتی ہوں

ضروری نہیں کہ پولیس جاب کے بعد آپ اس عادت پر قابو پا لیں۔

میں اس لئے تو نہیں کہہ رہی۔

پھر کیا کسی سے دشمنی ہے، اور پولیس میں بھرتی ہو کر نہیں کسی قتل میں ملوث کر کے پھانسی پر لٹکانا چاہتی ہیں

تو آپ اسی لئے پولیس میں آئے ہیں

جی نہیں مجھ میں اتنی طاقت ہے کہ دشمن کو جب چاہے جس طرح چاہے مروا سکتا ہوں۔

طاقت تو مجھ میں بھی ہے، مگر میں معاف کرنے پر یقین رکھتی ہوں۔ وہ بھلا کسی سے
کیوں متاثر ہوتی۔

انگور کھٹے ہیں۔۔ وہ ہنس پڑا تھا اس نے گود میں رکھی فائل پر ہاتھ پھیر پھر باہر کے طوفان
پر نگاہ جما دی۔ بارش اتنی تیز اور اس پر آندھی کی رفتار۔ وہ میرے خدا اگر میں پیدل شاپ کی
طرف جا رہی ہوتی تو۔

کیا سوچنے لگیں پتا نہیں کیوں وہ اسے بار بار بولنے پر اکسا رہا تھا۔

میں سوچ رہی ہوں آپ خاصے خود پسند ہیں۔

اب مجھے واقعی چونکنا چاہیے کہ آپ نے اتنا درست اندازہ کس طرح لگایا۔

مجھ خود پسند لوگ پسند نہیں ہیں۔

کوئی بات نہیں پریشان مت ہوں۔۔ ہمارا یہ ساتھ زندگی بھر کا تھوڑا ہی ہے۔ ابھی کچھ دیر
بعد آپ کی

منزل آ جائے گی۔ پھر جس طرح کے لوگ پسند ہیں۔۔ ان کے پاس چلی جائیے گا۔

مجھے آج تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ مجھے کیسے لوگ اچھے لگتے ہیں۔

یہ بھی کوئی اتنی بڑی پرابلم نہیں ہے۔ جس طرح کے بندے سے شادی ہو جائے۔ خود کو
یقین دلا لینا مجھے ایسا ہی پسند ہے۔ قسم سے زندگی بہت اچھی گزرے گی۔

آپ کی شادی ہو گئی۔ بے تکلفی سے اگلا سوال ہوا۔ اس نے گوری کی جانب دیکھا
آنکھوں میں جواب پانے کی کتنی بھوک تھی۔

آپ کو کس طرح کا جواب خوش کر سکتا ہے۔

اجی کیا مطلب

مطلب یہ کہ تھوڑا سا ساتھ ہے ہمارا۔ میں چاہتا ہوں یہ سفر آپ کے لئے بہت اچھا بلکہ
یادگار رہے اس لئے وہی بات کرنا چاہتا ہوں جو آپ کو اچھی لگے۔

آپ میرے لئے اجنبی ہیں مجھے آپ کی زندگی سے کیا مطلب۔ وہ باہر دیکھنے لگی۔

کاش یہ بات آپ سوال کرنے سے پہلے سوچ لیتیں، ویسے میری شادی ابھی نہیں
ہوئی، ایک اور خوشخبری منگنی بھی نہیں ہوئی۔

یعنی آپ کسی کو پسند کرتے ہیں اس نے راز پا لینے والے جوش سے کہا۔

کیا مطلب یہ آپ نے کیسے اخذ کر لیا۔ وہ ہنس کر مگر حیرت کے ساتھ بولا۔

جبھی تو آپ منگنی نہ ہونے پر خوش ہیں۔

اوف وہ گہرا سانس کھینچ کر رہ گیا سمجھ نہیں یہ لڑکی اس کی بات سمجھ کر بھی انجان بنی ہے یا
واقعی نہیں جان سکی۔

ادھر ادھر موڑ لیں آگے کہاں جا رہے ہیں۔

ایک جگہ سے ٹوکنا پڑا، ادھر سے گاڑی آپ کے راستے پر ڈال دوں گا۔

سنئے اب کے گوری کی آواز دھیمی اور کسی

اندیشے سے رزتی ہوئی تھی۔

سنائیے۔

آپ واقعی پولیس آفیسر ہیں

تو آپ کے خیال میں کانسٹیبل نے اپنے افسر کی یونیفارم پہن لی ہے۔

نہیں میرا مطلب ہے آج کل چور ڈاکو بھی تو وردی کا استعمال کرنے لگے ہیں۔

یہ بات آپ کو گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھی۔

میں کیا کروں میری عقل گھاس چرنے گئی ہوئی ہے۔ خود پر شدید غصہ آ رہا تھا۔ دل الگ تیز تیز دھڑک کر پریشان کرنے لگا تھا۔

میں تو آپ کو بہت بہادر لڑکی سمجھا تھا۔ آپ تو بڑی بزدل نکلیں۔ وہ اس پر ہنسا تھا۔

اطلاع کے لیے عرض ہے کہ بہادر ہونا عورت کے لیے کوئی خوبی والی بات نہیں ہے۔

تو کیا خامی والی بات ہے۔ میں نہیں مانتا۔

آپ نے کبھی شاعری پڑھی ہو تو پتہ چلے۔ شاعر یعنی مرد حضرات عورت کے حسن اس کی اداؤں، جفاؤں غرور، خود پسندی کا تو ذکر کرتے ہیں، یہ نہیں کہتے میری محبوبہ بڑی بہادر ہے۔ وہ شیر کا شکار کر سکتی ہے یا کل جب میں اس سے ملنے چھت پر گیا تو اس نے مجھے اٹھا کر چھت سے نیچے پھینک دیا۔ اور اس شہ زوری کی گواہی کے لیے چاند ستارے حاضر ہیں۔ کیونکہ رات کے پچھلے پہر یہ منظر چاند تاروں نے دیکھا تھا یا پھر اس نازک کلی نے جو بادِ صبا کی منتظر تھی۔

ارے واہ واہ اس نے کھل کر ہنسنے کے ساتھ داد دی پھر بولا۔

آپ شاعری پڑھتی ہیں۔

جی ہاں، اردو لٹریچر میرا سبجیکٹ ہے اور محترم آفیسر صاحب اس یونیفارم کے کچھ آداب بھی ہیں جو آپ نے اس وقت پہن رکھی ہے۔

کیا گستاخی کی ہے میں نے یونیفارم کی شان میں۔

آپ کو یوں منہ پھاڑ کر نہ ہنسنا چاہیے اور نہ ہی اس قدر بولنا چاہیے۔ آپ ادھر سے موڑ لیں اور وہ جو سرخ شیڈ دکھائی دے رہا ہے وہاں اتار دیں۔

کیا وہی آپ کا اسٹیشن ہے۔

نہیں وہ اسکول ہے اس کے قریب ہی میرا گھر ہے۔

آپ مجھے اپنا گھر دکھانا نہیں چاہتیں۔

نہیں۔ صاف جواب آیا۔

کیوں اندر جیسے دکھ بھرا تھا۔

میری مرضی۔ ہٹ دھرمی عروج پر تھی۔

سرخ شیڈ آ چکا تھا اس نے جیپ روک دی وہ نیچے اتری اور ایک بار پیچھے مڑے بغیر برستی بارش میں دھیرے دھیرے سنبھل سنبھل کر قدم اٹھاتی آگے بڑھ گئی۔

جب بھیگی بلی بنی گھر میں داخل ہوئی تو اس پر ہنسنے کے مواقع تلاش کرتے رہنے والے اہل خانہ خوب ہی ہنسے۔

شکر ہے ہم تو آج نہیں گئے تھے۔ رخشندہ نے پیر صوفے پر رکھ کر خود کو شاباش دی۔

پتا ہے آج مس جمیل نے انگلش کا ٹیسٹ لیا تھا۔

کیا ٹیسٹ ہو گیا اس کی تیاری رخشی پچھلے ہفتے سے کر رہی تھی۔ خیال تھا سب سے زیادہ نمبر اسی کے آئیں گے۔

ہاں ہو گیا۔ گوری نے اطمینان سے جھوٹ بولا۔

مس نے میرا پوچھا ہوگا۔ لہجے میں یقین تھا۔

نہیں وہ کیا جادو تاڑ کر بیٹھی ہے مزے سے بولی۔

کیوں کمرہ خراب کر رہی ہو دیکھتی نہیں پانی کس طرح ٹپک رہا ہے۔ جاؤ جا کر کپڑے بدلو۔ بڑی ممانی ناگواری سے گویا ہوئیں۔

کپڑے بدلو پھر ہمارے لئے پکوڑے بناؤ۔ اتنا پیارا موسم ہے ہم سب کب سے پکوڑے کھانے کو ترس رہے ہیں۔

یہ انعم کہہ رہا تھا۔ وہی انعم جس نے صبح ڈراپ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ وہ کچھ بھی کہے بغیر

فائل اٹھا کر اپنے کمرے میں آ گئی اور یہ تو سب کو پتہ تھا جواب دیا ہے یا نہیں۔ کام تو اسے کرنا ہے۔ گوری نے کپڑے بدلے۔ تب سردی میں نہائی پھر یونیفارم دھویا اور ان تمام کاموں سے فارغ ہو کر جب وہ باتھ روم سے برآمد ہوئی تو سعدیہ کو منتظر پایا۔

کتنی مرتبہ آ چکی ہوں تمہارے کمرے میں، ادھر سب پکوڑوں کے منتظر بیٹھے ہیں اور ادھر غسل شاہی ختم نہیں ہو رہا۔

اس نے جیسے سنا ہی نہیں، گیلے بال اطمینان سے تولیے سے پونچھے، اپنے بیڈ کی چادر ٹھیک سے بچھائی اور پھر سعدیہ کو نظر انداز کر کے باہر آ گئی۔ رخ کچن کی طرف تھا۔

موسم تو پہلے ہی سرد تھا اور اس پر بارش سونے پر سہاگہ والا کام تھی۔ گوری کے پاس ایک ہی سویٹر تھا۔ جو وہ پچھلے چار سالوں سے استعمال کر رہی تھی۔ یہ سویٹر بڑے ماموں نے کمال مہربانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کے لئے انگلینڈ سے بھیجا تھا۔ تب اس کا رنگ اور چمک کافی خوبصورت تھی۔۔ حتیٰ کہ چھوٹی ممانی اسے دیکھ کر للچا گئی تھیں۔ مگر گزرے وقت نے رنگت چمک اور گرماہٹ میں بہت فرق ڈال دیا تھا۔ اور گوری کو سردی سخت بری لگنے لگی تھی بڑا ہی منحوس موسم ہوتا ہے یہ۔

آلو پیاز ہری مرچ کاٹیں۔ پالک موجود نہیں تھی نہ ہی پودینہ اس نے سوچا اچھا ہے اور بھی اچھا ہوتا جو پیاز بھی موجود نہ ہوتی۔ بیسن میں نمک مرچ مسالے ملائے اور پھر پکوڑے کڑاہی میں ڈالے۔ پہلی مرتبہ صرف پانچ پکوڑے۔ حالانکہ کڑاہی خاصی بڑی تھی۔ یہ پانچ پکوڑے نکال کر ایک چھوٹی سی پلیٹ میں ڈالے اور جا کر اپنے کمرے میں رکھ آئی۔ واپس

آ کر بیسن میں دو چمچ اچھی طرح بھر کر نمک، ذرا تیز مرچ ڈال کر پکوڑے بنانے لگی اور سب کے کٹوری بھر کے ڈالے تھے۔ آنچ بھی خاصی تیز کر دی۔ یوں وہ منٹوں میں تلنے لگے۔ کام نے وقت زیادہ نہیں لیا۔ بنا کر ڈش میں ڈالے اور جا کر سب کے درمیان میز پر رکھ دیئے۔

آہا کیا پیاری خوشبو ہے۔ انعام میگزین چھوڑ کر سیدھا ہو بیٹھا باقی سب بھی قریب ہو گئے۔

چٹنی نہیں بنائی۔ سعدیہ نے منہ بنایا۔

اگر بنائی ہوتی تو یہاں نظر آ جاتی۔ وہ جتا کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ کتنی گالیاں پڑی پکوڑوں کے انتظار میں کب سے بیٹھے دونوں نے اسے کس قدر کوسا۔ کچھ خبر نہیں ہو گی اس نے تو اپنے کمرے میں آ کر مزید پکوڑے کھائے اور کتاب لے کر بستر میں بیٹھ گئی۔

دو گھنٹے بعد جب رات کے کھانے کی تیاری کے سلسلے میں دوبارہ ادھر حاضر ہوئی تھی تب تک سب کا غصہ اتنا ہی عروج پہ ہونے تھا جتنا کہ پکوڑے کھاتے ہوئے آیا تھا۔ سب ہی نے دیکھتے ہی چڑھائی کر دی۔

میں کالج سے تھکی ہوئی تھی اس لئے غصہ آ گیا۔ انداز میں اطمینان قائم رکھا تھا۔

غصہ آ گیا، لیا تو اب کی بجلی چلا کر آئی تھی۔ ممانی دھاڑ رہی تھیں۔

انعام نے مجھے منہ پکا لیا تھا ذرا سا۔ موسم اتنا خراب تھا مشکلوں سے وہیں آئی۔ آتے ہی پکوڑوں کی فرمائش۔ میرا تو جی چاہ رہا تھا نمک کے بجائے جمال گوٹا ملا دوں۔

حد ہوتی ہے ڈھٹائی کی۔ بجائے شرمندہ ہونے کے مزید حال دل بیان ہو رہا تھا۔ جی چاہتا ہے کھال کھینچ دوں اس کی۔ بڑی ممانی دانت پیس رہی تھی۔ چھوٹی والی ان کی نسبت تھوڑی تحمل والی تھیں۔ یوں بھی انعام بڑی ممانی کا بیٹا تھا۔ پکوڑوں کی فرمائش اس نے کی تھی۔ چھوٹی کو کیا پڑی ہے جو بول کر بلڈ پریشر بڑھاتیں۔

میں اماں سے شکایت کروں گی۔ بڑی ممانی کو گوری کے ساتھ ساتھ چھوٹی ممانی پر بھی غصہ آ رہا تھا جو ٹی وی کی جانب متوجہ تھیں۔

امی اسے میرے حوالے کر دیں۔ دو دن میں سیدھا کر دوں گا۔ انعام فوں فوں کر رہا تھا۔

ارے پکوڑے تو خود بنا نہیں سکتے اٹھ کر پانی پینا محال ہے اور مجھے سیدھا کرو گے ویسے بھی اب [illegible]۔

پہنچ دور دور تک ہے۔ اچانک پولیس آفیسر یاد آ گیا۔

کیا مطلب اس کی بات سے زیادہ انداز نے اسے چونکا دیا تھا۔

ارے کوئی غیر قانونی کاموں میں ملوث گروہ تو نہیں تمہاری پشت پر۔ ممانی کافی ڈرپوک بھی تھیں۔

یونہی سمجھ لیں بات آپ نے بڑی جلدی سمجھی ہے۔ بس ایک لفظ زائد استعمال کیا ہے۔ (اشارہ غیر کی طرف تھا)۔

کون سا لفظ۔ ممانی کی آنکھیں ضرورت سے زیادہ کھلی ہوئی تھیں۔

بوجھیں میں تو شام کے کھانے کی تیاری کرنے لگی ہوں۔ فالتو باتوں کے لیے وقت ہی نہیں ہے میرے پاس۔ وہ دل ہی دل میں ہنستی ہوئی نانی کے کمرے میں چلی گئی۔

تم کب آئیں گوری۔

نانی میں یہ پوچھنے آئی تھی کیا آپ نے میرے لیے سوٹ منگوا لیا ہے۔

ہو بھلا لڑکی دماغ تو درست ہے نا تمہارا سارا دن بارش برستی رہی، ایسے میں کون عقل کا اندھا تمہارے لیے سوٹ خریدنے جاتا۔

مینا بازار میں بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں نانی۔

دم کیوں نکل رہا ہے، آ جائے گا۔ جاؤ جا کر کھانا پکاؤ اور سنو میرے لیے یخنی بنا دینا۔ آج سردی بہت ہے۔ جوڑوں میں تکلیف ہو رہی ہے۔ وہ خاموشی سے پلٹ آئی۔

پہلے ان کے لیے یخنی چولہے پر رکھی پھر سوچا آج کیا پکایا جائے۔ مٹر اسے بہت اچھے لگتے تھے۔ سعدیہ اور ثاقب پسند نہیں کرتے تھے چھوٹی ممانی کو

بھی پسند نہیں تھے۔ اس لیے جب مٹر پکتے تو ساتھ میں ایک اور ہنڈیا بھی تیار کرنا پڑتی تھی۔ آج مٹر قیمہ کھانے کو دل چاہ رہا تھا مگر ساتھ میں ایک اور سالن بنانے کا بالکل موڈ نہیں تھا، یہی سوچا کسی کو بتائے بغیر خاموشی سے بنا لیتی ہوں۔ جس نے نہیں کھایا وہ نہ کھائے یا بنا لے اپنی مرضی کا۔ کندھے جھٹکے۔ آنکھیں سکیڑ کر ان سب سے بے زاری کا اظہار کیا۔ اپنی طرف سے انہیں جہنم میں بھیجا اور قیمے کے لیے مسالا تیار کرنے لگی۔

کیا بنا رہی ہو۔ جب وہ قیمہ بھون رہی تھی۔ سعدیہ چائے بنانے کچن میں آ گئی۔

قیمہ۔ اس نے مختصر جواب دیا

اچھا سنو بتانا تم نے جو پکوڑے بنائے ہیں، انہوں نے سب کو بہت مایوس کیا ہے۔ تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں کتنے بیسن میں کتنا نمک ڈالنا چاہیے۔

سعدیہ اس کی کلاس لینے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی تھی۔ جواب میں وہ خاموش اور اس طرح مطمئن دکھائی دی جیسے سعدیہ سے نہیں کسی اور کو شرمندہ کر رہی ہے۔ وہ چائے بنا کر گئی تب اس نے فرج سے مٹر کی تھیلی نکالی۔

روٹی پکائی اس نے، روم میں آ کر سب کو کھانا تیار ہونے کی اطلاع دی۔

بیٹا ٹیبل پر لگاؤ ہم آ رہے ہیں۔ ماموں نے بڑے پیار سے ایک اور کام بتا دیا۔

ماموں میں تو اماں کو یخنی دینے جا رہی ہوں۔ ساتھ میں شاید وہ کچھ اور بھی لینا چاہیں سعدیہ سے کہیں یہ لگا لے گی۔ وہ کسی کی کچھ سنے بغیر واپس ہو لی۔

کچن میں آ کر اپنا کھانا نکالا۔ اماں کے لیے یخنی کا پیالہ لیا۔ اور مزید کسی تاخیر کے بغیر یہاں سے نکل آئی۔ ایک تو مٹر قیمہ بنا بہت اچھا تھا۔ دوسرے یہ خیال کے کھانے کی ٹیبل پر کئی لوگ برے برے منہ بنا رہے ہوں گے کھانے کا لطف دوبالا ہو رہا تھا۔

[illegible] مجھ سے سخت ناراض ہوگا۔ ممکن ہے صبح کالج لے کر نہ جائے۔ چلو اچھا ہے، بڑی

اہال سے مزید سو

روپیہ لگ جائے گا اور وہ آج کا سو روپیہ، میں تو اسے بھول ہی گئی تھی۔ آج تو موسم
بہت خراب رہا کل کالج سے واپس آ کر وسائی کو روک لوں گی اس سے کہوں گی کہ
میرے ساتھ بازار چلو پھر اپنے گھر جانا۔ ہاں یہی ٹھیک ہے ورنہ اس گھر کی کوئی لڑکی میرے
ساتھ بازار جانے کو کہاں تیار ہوگی۔ سو روپے کی جوتی لیتے بھلا عزت نہ گھٹ جائے گی ان
عزت داروں کی۔ چلو شکر ہے عید بازار کی وجہ سے میرا نیا سوٹ تو بن رہا ہے۔ ورنہ ہر جگہ یہ نیلا
سوٹ ہی پہن رہی تھی جیسے نیلا رنگ میری ذات کا حصہ ہو۔ گر اقعم نے مجھے ساتھ لے جانے
سے انکار کر دیا مشکل تو ہوگی بارش کی وجہ سے سڑکوں پر کیچڑ اور جگہ جگہ پانی کھڑا ہوتا ہے
میرے یونیفارم پر چھینٹیں پڑ گئیں تو کتنا مسئلہ ہو جائے گا۔ غریب ہونا بھی ایک عذاب ہے۔
تھوڑے پیسے ملے تو پرائز بانڈ خرید لوں۔ ہو سکتا ہے نکل ہی آئے اور کیوں نہ نکلے گا بھلا، میں
ہر روز پہلے، نعم کے لئے دعا کروں گی۔ پیسے تو ہیں میرے پاس، یہ سو روپے کا اگر بانڈ لے لیا
جائے تو کیسا رہے گا بلکہ پھر جوتے رہ جائیں گے چلو بانڈ کے لئے اللہ اور رقم دے گا۔ اور اس
کے جوتے ہی سہی پھر مسئلہ جیسے حل ہو گیا اور وہ کتاب کھول کر بیٹھ گئی۔

اس روز کالج سے لوٹی ہی تھی کہ تائی نے اپنے کمرے میں بلوا لیا۔ کیا ہے ماں ابھی تو
میں نے کپڑے بھی نہیں بدلے۔ کون سا کام یاد آ گیا ہے۔

کام کی بچی بھی تھوڑی ہو میں نے تجھے کسی کام سے نہیں بلوایا۔ یہ سوٹ دینے کے لئے بلایا
ہے۔ آ گیا ہے سل کر اور یہ تیرا نیلا والا بھی جیسا گیا تھا ویسا ہی واپس آیا ہے۔ کوئی داغ دھبہ
نہیں لگا اس پہ۔

کہاں ہے نیا سوٹ؟ اسے دیکھنے کی جلدی تھی۔ انہوں نے کارنس کی طرف بڑھا
دیا۔ بے صبری سے لفافہ کھولا اور اس کی نظر تو جیسے وہیں پڑ گئی، ہلکے گلابی رنگ کا وہ سوٹ جس کا کپڑا
اس کے رنگ سے بھی ہلکا اور کم قیمت تھا۔ ایسا کپڑا تو وسائی کے لئے ہی لیتی ہوں گی ماں،
سوٹ ہاتھ میں پکڑے ایک صدمے کی سی کیفیت میں کھڑی تھی۔

کیا ہوا، پسند نہیں آیا؟ اب میرے پاس تو اتنے ہی فالتو پیسے تھے۔ بنا دیا تمہیں نیا سوٹ۔
صبر شکر کر کے پہن لو، اور ان لوگوں کی طرف دیکھو جن کو یہ بھی میسر نہیں، بچی جن کے سر پہ
والدین کا سایہ نہ ہو، وہ تو رستے کی دھول بن جاتے ہیں۔ تم تو خوش نصیب ہو کہ گھر کی چھت
تمہیں میسر ہے۔ تم اپنوں کے درمیان رہ رہی ہو۔

تائی ماں، میری ماں آپ کی بیٹی تھی۔ آپ کو مجھ سے نہیں ان سے تو محبت ہوگی، اسی
محبت کا خیال کر کے میرا احساس کر لیں۔

کیا کروں تمہارے لئے، کام بگاڑنے میں تم ماہر، ڈھیٹ، دل درجے کی۔ سب ہر کوئی تو
تمہاری شکایت کرتا ہے۔ کہاں کہاں ڈھال بنوں تمہارے لئے اور تمہارے لئے بول کر میں
ان سب میں بری بنتی ہوں۔ آخر میں نے ان ہی کے ساتھ رہنا ہے اور چاہتی ہوں میرا آخری
وقت عزت کے ساتھ گزر جائے اور تم کوری مجھے تم سے، تکی سی بھی امید نہیں کہ تم کبھی میرا خیال

رکھوگی۔ تم ہو تو میری بیٹی کی بیٹی مگر پوری کی پوری اپنی ددھیال پر پڑی ہو۔ نہ رنگت میں نہ صورت سیرت میں، کچھ بھی تو ہم سے نہیں لیا۔

وہ سوٹ اٹھا کر اپنے کمرے میں آ گئی تو میں خود اچھو بار بار یہ سوچتی تھی کہ میری جوتی صرف سو روپے میں آئی ہے۔ اس سوٹ کے مقابلے میں تو یہ خاصی قیمتی ہو گئی ہے۔ کمرے میں آ کر سوٹ بستر پر بچھا کر جائزہ لیا اور پھر کسی سوچ میں ڈوب گئی اور کچھ ہی دیر بعد جیسے مطمئن ہو کر سر اثبات میں ہلا دیا۔

اور پھر مینا بازار والے دن وہ یہی سوٹ پہن کر نہائی مطمئن اور بے نیاز تھی۔ لڑکیوں نے کن نظروں سے دیکھا اور کیا کیا باتیں بنائیں اس نے جیسے کان بند کر لیے تھے۔ یا پھر یہ لوگ اسے اپنے قابل لگتے ہی نہیں تھے کہ ان کی باتوں کو توجہ سے سننے کی زحمت کر سکے۔

گوری اتنا قیمتی سوٹ اور جوتے تو پہنے ہیں، مگر کلائی میں چوڑیاں بھی نئی ڈال لیتیں۔ یہ صائمہ تھی اس کی کلاس کی خاصی امیر اور مغرور لڑکی نے چوٹ کی تھی۔ اور آس پاس کھڑی ساری لڑکیاں ہنس پڑی تھیں۔

میرے پاس بس اتنے ہی پیسے تھے۔ بلا کا اطمینان اور سکون تھا گوری کے لہجے اور چہرے پر مگر یہاں قدر کرنے والا کوئی نہ تھا۔

اے رخشی خود تو بڑے خوبصورت کپڑے سلوائے ہیں اپنی کزن کو بھی لے دیتیں۔

میں نے کون سا خود خریدے ہیں میری ماں نے دلوائے ہیں۔ رخشی کسی لڑکی کی بات کے جواب میں گھٹے گھٹے جھنک کر کہہ رہی تھی۔

رخشی تمہارے اس پروپوزل کا کیا بنا۔

پتہ نہیں میں نے دلچسپی نہیں لی۔ رخشی کا انداز روکھا ہی تھا۔

آجکل رخشی اور سعدیہ کے کئی رشتے آ رہے تھے۔ ابھی کسی کی بات فائنل نہیں ہوئی تھی۔ مہمانوں کی خاطر تواضع کی وجہ سے گھر کا بجٹ بھی خراب ہو رہا تھا۔ اور گوری کا کام بھی خاصہ بڑھ گیا تھا۔ اس نے کبھی آنے والے مہمانوں سے ملنے کی کوشش نہیں کی۔ بس کچن کا کام نمٹاتی اور اپنے کمرے میں واپس آ جاتی۔ ان کے آنے والے رشتوں نے اس کو کسی سوچ پر مجبور کر دیا تھا۔

لڑکیاں سب بڑی ہو گئیں ہیں تمہیں، اپنے اپنے گھر جانا ہے اور گوری اس کا کیا بنے گا۔ برسوں پہلے صفیہ کے بیٹے کے ساتھ نسبت طے کی تھی۔ جب گوری کی ماں بھی حیات تھی اور تین سالہ بچی کو بار بار لپٹا کر پیار بھی کرتی تھی۔ صفیہ کا بیٹا تھا ہی اتنا خوبصورت کہ ہر دیکھنے والا کہتا۔ گوری کا نصیب جو یہ چاند مقدر میں لکھا گیا ہے۔ پھر صفیہ کی بہن جو میری بھاوج تھی۔ اپنے گھر بس نہ سکی۔ کہنے والے کہتے ہیں میرے بھائی کا سلوک اس کے ساتھ اچھا نہ تھا۔ اللہ جانے اچھا تھا یا برا۔ ہم تو اپنے ہی بھائی کو حق پر کہیں گے۔ جس روز طلاق ہوئی۔ اس کے بعد صفیہ پلٹ کر ادھر نہیں آئی۔ یہ بھی نہ سوچا کہ یہاں اس کے بیٹے کے نام پر ایک لڑکی بیٹھی ہوئی ہے۔ ماں تجھے معاف کر لیا دونوں

بیٹے سعید اور نور آتے ہیں تو ان سے بات کرتی ہوں۔ وہ صفیہ سے رابطہ کریں۔ آخر وہ
لوگ چاہتے کیا ہیں۔ اب بھی عمر ہے جب لڑکیوں کے رشتے آتے ہیں اور ہم اسے ستان کے
نام پہ باندھے رکھیں تو اچھا نہیں ہوگا۔

اتنے برسوں بعد حسنہ آپا کے بیٹے سعید کا فون آیا تھا اور بہت سی پرانی یادیں بیدار ہوئی
تھیں۔ بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ ایک بار پھر زخموں کے منہ کھل گئے تھے۔ اپنی بچی گوہر
کی بات کر رہے ہیں یاد دلا رہے ہیں کہ بہت عرصے پہلے ہم نے ستان کے ساتھ اس کی بات
پکی کی تھی۔ اور گوری کو اپنا بنا لیا تھا۔ کتنے عجیب کیسے ڈھیٹ لوگ ہیں۔ بھول ہی گئے ان کے
ماموں مجید نے میری پھول سی بہن زاہدہ کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا۔ اس سے پہلے ہمارے
خاندان میں کبھی کسی بیٹی کی طلاق نہیں ہوئی۔ زاہدہ مجید کی برائی کا شکار ہوئی۔ ہر ستم اس نے سہا
پھر جب اس نے طلاق کا داغ اس کی پیشانی پر لگا کر واپس میکے کی دہلیز پر بھیج دیا تو قصور وار
زاہدہ ٹھہرائی گئی۔ ہمارے اپنے ہی خاندان نے یہ کہا، بیٹھی رہتی یہ دھبہ لگا کر واپس نہ آتی۔ مگر
کیسے بیٹھی رہتی جب اس بیچ انسان نے طلاق دے دی۔ تو پھر کس قانون کے تحت وہاں
ٹھہرتی۔ پیاری زاہدہ کی روتی سسکتی زندگی میری آنکھوں کے سامنے ہے اور یہ لوگ پوچھ رہے
ہیں کہ تم گوری کی ڈولی لینے کب آ رہی ہو۔

گوری کی ڈولی آہ میری بہن زاہدہ بھی دلہن بنی تھی۔ اور بڑے ارمان لے کر میکے سے
سسرال گئی تھی۔ پھر وہاں میں ایک جھٹکے سے ہوا ہر لے کا یہی وقت ہے۔ کتنے سال انہوں نے
زاہدہ مرحومہ کے لئے روتے بلکتے گزار دیے تھے بارہا یہی سوچ کرتی کاش زاہدہ میں تیرا بدلہ
ان لوگوں سے لے سکتی۔ کمال ہے یہ بات میری سمجھ میں پہلے کیوں نہیں آئی جیسے ان لوگوں
نے ہمیں تڑپایا، اس طرح ہم بھی انہیں تڑپا سکتے ہیں۔ جس طرح بے قصور زاہدہ کو طلاق ہوئی۔
اس طرح گوری بھی طلاق لے کر واپس
جائے گی اور ان کے فخر و غرور سے تنے سر جھک جائیں گے۔

جب فون آیا تھا کتنا غصہ سوار ہوا تھا مگر اب وہ بڑی خوش اور پر جوش تھی۔ مگر پتہ نہیں یہ
خوشی کس طرح کی تھی۔ سر بھاری ہو رہا تھا اور طبیعت گری گری سی لگ رہی تھی۔ ایک گھنٹے بعد
ستان گھر آیا۔ اقصیٰ اپنی کسی دوست کی طرف گئی تھی۔ جواد نے نیا نیا بزنس اسٹارٹ کیا تھا۔ اسے
ویسے بھی کافی دیر ہو جایا کرتی تھی۔ ستان گھر آیا تو انہوں نے فوراً اپنے کمرے میں آنے کو کہا۔

ٹھہریں ذرا یونیفارم کی قید سے آزاد ہو جانے دیں، پھر حاضر ہوتا ہوں۔ اچھا جلدی
کرو۔ میں جواد اور اقصیٰ کے آنے سے پہلے تم سے ایک ضروری بات کرنا چاہتی ہوں۔ وہ
اپنے کمرے میں آ کر اس کا انتظار کرنے لگیں۔ جوں ہی وہ آیا اپنے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا
اور بات زاہدہ خالہ کی بے آب و گیاہ زندگی سے شروع کی۔

امی آج آپ یہ بات کیوں دہرا رہی ہیں، جانتی تو ہیں مجھے زاہدہ خالہ سے کتنا پیار تھا۔
جب جب ان کے بارے میں سوچتا ہوں دل کی عجیب حالت ہونے لگتی ہے۔ ان کی بے بسی
بہت افسردہ کر دیتی ہے مجھے۔

صرف بے بسی پر افسردہ ہو جانے سے کیا ہوتا ہے، اس کا مطلب تو یہ ہوا ناں کہ ہم سب بھی ان لوگوں کے سامنے زاہدہ کی طرح مجبور و بے کس ہیں، ہم ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

آپ حکم کریں امی میں تو ان لوگوں سے اتنی نفرت کرتا ہوں۔ کہ کچھ بھی کرنے کو تیار ہوں۔

بس یہی بات وہ سنان کے منہ سے سننا چاہتی تھیں۔ اسے جوش میں لانے کے لیئے ہی برسوں پرانی بات چھیڑی تھی۔ اب ساری بات بتا دی۔

امی یہ کسی طرح مناسب نہیں۔ وہ سن کر چونک گیا۔

کیوں مناسب نہیں۔ جواب تپا گیا دیکھئے ناں اس سے تو میری زندگی متاثر ہوگی۔ میں ایک ناپسندیدہ ہستی کے ساتھ کس طرح وقت گزاروں گا۔ میاں بیوی تو دکھ سکھ کے ساتھی، ایک دوسرے کا سایہ ہوتے ہیں۔ اور اس نے کہہ نفی میں سر ہلا دیا۔

تم نے ماں کو پتھر دل سمجھ رکھا ہے۔ وہ بیٹے کو برباد ہونے دے گی بھلا۔ یہ شادی تو بس انتقام لینے کے لئے کروا رہی ہوں۔ پھر اس کے بعد اپنے بیٹے کے لئے چاند سی دلہن لاؤں گی۔ وہ ایک گھنٹے تک اسے سمجھاتی رہیں۔ بار بار زاہدہ کا ذکر کرتی رہیں اور آخر قائل کر لیا۔

رات کے نو بج رہے تھے جب انہوں نے حسنہ بیگم کے ہاں فون کیا اور بتایا میں وہ میرا چھوٹا بیٹا جو اور کل آپ لوگوں کی طرف آرہے ہیں۔ ان کے انداز میں کسی قسم کی ناراضگی نہیں تھی۔ حسنہ بیگم مطمئن ہو گئیں اور سکون کا سانس لیا۔ چلو گوری کا بوجھ تو سر سے ہٹا۔ صفیہ کا میاں اچھی پوسٹ پر تھا۔ تعلیم یافتہ فیملی میں بیاہی گئی تھی۔ صفیہ کا بیٹا بھی پڑھا لکھا اور اچھی ملازمت میں ہوگا۔ چلو ملازمت زیادہ اچھی بھی نہ ہوئی تو خیر ہے۔ کون سے گوری نے تخت پر بیٹھ کر راج کیا ہے۔ ڈانٹ ڈپٹ سن کر، چھوٹا موٹا پہن کر اور بچا کھچا کھا کر جینے کی عادی ہے۔ وہ جیسا بھی ہو بڑے آرام سے گزارا کر لے گی۔ اور یہ بھی جانتی ہے اس کے پیچھے کوئی نہیں ہے۔ جہاں بیاہی جائے گی پھر سب مرنا جینا وہیں ہوگا۔ انہوں نے گوری کو بلایا اور اسے بتایا۔ اس کا رشتہ برسوں پہلے طے ہو چکا تھا۔

اب وہ لوگ کل ہماری طرف آرہے ہیں۔ تم ذرا اچھے سے کپڑے پہن لینا۔ اور سنو مجھ سے پیسے لے کر چائے کے ساتھ کچھ چیزیں منگوا لینا۔

لوگ آرہے ہیں اس کے حوالے سے اور اماں ان کی خاطر کر رہی ہیں تو گویا میں اتنی بھی بے حیثیت نہیں۔ میرے مہمانوں کا بھی احترام کیا جاتا ہے۔ یا پھر مہمان ہی اتنی پر اثر شانی کے مالک ہیں کہ ان کی وجہ سے میری بھی عزت بن گئی ہے۔ یقیناً یہی بات ہے ورنہ میں کیا اور میری اوقات کیا۔ شکریہ۔ بہت شکریہ آنے والے مہمانو! تم یقیناً میرے لئے نجات دہندہ بن کر آرہے ہو۔ میں دیدہ و دل فرش راہ کئے تمہاری منتظر ہوں۔ وہ بے حد خوش اور مسرور تھی اب تک سمجھتی تھی یہ گھر ایک پنجرہ ہے اور وہ اس میں قید و بے بس پنچھی ہے۔ پنجرے کا دروازہ کبھی نہیں کھلے گا۔ اس کی قید تا زندگی ہے مگر اب پتہ چلا، وہ آزاد ہونا چاہتی ہے۔

ضائع بھی نہیں جاتی۔ نئی چمکتی دمکتی دکھائی دیتی ہے کانچ میں۔

اور یہ چھوٹی سی قیمتی چوڑی، بیگ اور امپورٹڈ جوتے ہم پہن لیں تو اس سے زیادہ چمکتے دمکتے دکھائی دیں۔ سعدیہ ایک بار رشتی کے ساتھ کالج گئی تھی اور صائمہ کو دیکھ چکی تھی۔ یوں بھی کسی کی تعریف وہ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

صائمہ وہ لڑکی ہے جو گوری پر آتے جاتے اکثر چوٹ کر جاتی۔ اس کے پرانے یونیفارم جوتے اور فائل سب ہی کا مذاق اڑاتی۔ اور شاید اپنے چھوٹے قد اور عام سے رنگ و روپ کی وجہ سے وہ اونچی لمبی سفید رنگت والی گوری سے حسد بھی کرتی تھی۔ وہ کلائی میں کیسے خوبصورت مہنگے بریسلٹ ڈال کر آتی۔ چوڑیاں بھی بہت نازک اور نفیس پہنتی مگر آج تک کسی نے یہ نہیں کہا، تمہاری کلائی میں یہ کتنا اچھا لگ رہا ہے۔ جبکہ گوری کی عام سی سیاہ چوڑیاں کتنی شہرت رکھتی تھیں۔

صبح گوری کالج نہیں گئی۔ وسائی کے ساتھ مل کر گھر کی صفائی کی۔ سچ تو یہ ہے اس گھر میں صفائی بس سامنے سے ہی ہوا کرتی تھی۔ وسائی کام چور تھوڑا کپڑا مارا تھوڑی جھاڑو لگائی اور کام ختم۔ آج گوری نے ڈھیروں کے حساب سے کوڑا کرکٹ نکالا۔ گھر میں ممانیاں تھیں یا اماں، دونوں ممانیاں اسے یوں کام میں جتے دیکھ کر ہنستی رہیں اور طنز کرتی رہیں کہ سسرال کی آمد پر لڑکی کس قدر خوش ہے۔

ورنہ کبھی ہمارے کہنے پر تو یوں کام نہیں کیا۔ وہ سنی ان سنی کرتی رہی، اپنے کام میں۔

شام کو وہی کئی بار کا پہنا ہوا نیلا جوڑا نکال کر استری کیا اور دل کو سمجھایا، کئی بار کا پہنا ہوا ہے تو کیا ہوا، ان کے لیے تو نیا ہی ہوگا اور دیکھنے میں تو نیا ہی لگتا ہے۔ بس تھوڑے دنوں کی بات ہے، شادی کے بعد میرے پاس رنگ برنگ خوبصورت قیمتی کپڑوں کا ڈھیر ہوگا۔ سب ہی ایک سے بڑھ کر ایک بڑھیا اور قیمتی، تب میں یہاں آتے ہوئے خوب تیار ہو کر آیا کروں گی اور زیادہ نہیں ٹھہروں گی، بس تھوڑی دیر بیٹھے پھر کہیں سیر پر نکل گئے۔ کئی سال ہو گئے میں تو کبھی سیر پر بھی نہیں گئی۔ اپنا شہر بھی نہیں دیکھا چلو خیر کوئی بات نہیں۔ اب تو تھوڑے دنوں کی بات ہے۔ وہ آج خود سے بہت باتیں کر رہی تھی۔

بار بار کچن کا چکر لگا کر تسلی کرتی کہ جو پیزا، کیک اور کباب اس نے چھپا کر رکھے ہیں۔ وہ ثاقب وغیرہ نے نکال تو نہیں لیے۔ ہر بار اطمینان ہوتا کہ جوں کے توں پڑے ہیں۔

وہ لوگ دیے ہوئے وقت پر آ گئے تھے، نئے ماڈل کی اچھی گاڑی تھی، اور خود بھی خاتون، لڑکی اور لڑکا اچھے لباس اور آؤٹ سپاٹ سے دکھائی دیتے تھے۔ انہیں دیکھ کر سعدیہ وغیرہ کو شدید مایوسی ہوئی۔ ان کا تو خیال تھا کہ رکشے میں بیٹھ کر آئیں گے۔ اور ہوں گے بس سادہ سے مڈل کلاس کے شو باز سے لوگ۔ جیسا کہ لڑکے کا رشتہ لے کر جانے والے سب ہوتے ہیں۔ ماں، صفیہ سے بہت محبت سے ملیں۔ وہ بھی اچھے طریقے سے ان کی خیریت پوچھتی رہیں۔ دونوں ممانیاں بھی ان کی امارت کے بارے میں جان کر کچھ گم صم سی بیٹھی تھیں، وہ ملیں تو انہیں بھی اخلاق نبھانے کو جاگنا پڑا اور چستی سے

پوچھنا پڑا۔ لڑکی کا نام اقصیٰ تھا وہ کافی ماڈرن دکھائی دیتی تھی۔ رنگ بہت صاف تو نہیں مگر پیاری لگ رہی تھی کپڑے بہت اچھے اسٹائلش سے تھے۔ اور بالوں کی کٹنگ بھی اپنے چہرے کے حساب سے کروا رکھی تھی۔ لڑکا جس کا نام جواد تھا۔ خاصا ہینڈسم اور تیز طرار دکھائی دیتا تھا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ پہلی نظر میں رخشی اور حفیہ وغیرہ کو بھا گیا تھا۔ گوری کا ہونے والا دیور ہے۔ یقیناً بڑا بھائی بھی ویسا ہی ہوگا۔ واہ کیا نصیب ہیں گوری کے۔ سب ہی جل جل گئیں۔

اور یہ بھی سوچا چھوٹے بھائی کے ساتھ ہمارا نصیب بھی جڑ سکتا ہے اور اسی خیال نے سب کو اخلاق نبھانے پر مجبور کر دیا۔ وہ نہ صرف یہاں مجبور ہیں بلکہ ہنس ہنس کر ان مہمانوں کے ساتھ باتیں کرتی رہیں۔ کچھ دیر بعد نیلے سوٹ میں ملبوس گوری چائے لے کر آئی اور بڑے اعتماد اور دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ ان سب کو سلام کیا۔ اس کا اعتماد اور مسکراہٹ ان سب کو دیکھتا یک لمحے کے لیے تو حفیہ کو کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا۔

یہ لڑکی تو بہت پُراعتماد دکھائی دیتی ہے کیا میرے رعب میں آ سکے گی۔ مگر دوسرے ہی لمحے وہ کہاوت یاد آ گئی۔ اولیں وہی جو پیا من بھائے۔ جس کی بیک پر شوہر نہ ہو وہ تو لکھ سے لاکھ ہوتی ہے اور یہ لوگ تو مضبوط بیک بھی نہیں رکھتی۔

اقصیٰ نے بھی کچھ خاص گرمجوشی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ وہ ماں کے منصوبے سے تو لاعلم تھی۔ مگر یہاں رشتہ نہیں چاہتی تھی۔ اس کی اپنی کزن صائمہ سے بہت دوستی تھی۔ اور وہ اسے ہی اپنی بھابی بنانا چاہتی تھی۔ جواد کا انداز بے حد گرمجوش اور دوستانہ تھا۔ وہ اسے دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ حال احوال دریافت کیا اور بولا۔

امی کہہ رہی تھیں آپ کی نانی نے جتنی بار آپ کا فون پر تذکرہ کیا آپ کو گوری کہہ کر مخاطب کیا۔ مگر یہ

نہیں سوچا تھا کہ آپ واقعی اتنی گوری ہوں گی۔ نیلے رنگ پر یہ اجلا چہرہ مجھے آسمان پر چاند کا گمان ہو رہا ہے۔ گوری ہنس پڑی اور بولی۔

میرا نام تو گوہر ہے۔ بس بگڑ کر گوری پڑ گیا۔

بگڑ کر نہیں بلکہ جس نے بھی آپ کو پہلی بار اس نام سے پکارا ہوگا بہت درست پکارا ہوگا۔ آپ کو دیکھ کر یہی خیال آتا ہے کہ نام گوری ہونا چاہیے۔

یہ کیک لیجئے آپ۔ وہ اس سے باتوں میں لگا تھا اور سعدیہ نے چائے بنانا شروع کر دی تھی جبکہ رخشی اسے کیک پیش کر رہی تھی۔

ان لوگوں کے جانے کے بعد بھی انہیں کا تذکرہ رہا۔ اور گوری کو یوں لگا جتنی اہمیت اسے آج ملی ہے، اس سے پہلے کبھی نہیں دی گئی۔ وہ اس کے لئے آئے تھے اور سارے گھر ان کے آگے، ان کی پرسنلٹی کی بدولت بچھ جانے پر مجبور تھا۔ رخشی اور سعدیہ اب جواد کے خواب دیکھ رہی ہیں۔ اسے پھانسنے کی کوشش میں ہیں۔ اور جواد کا بڑا بھائی شان بن مانگے ہی خدا نے مجھے دے دیا ہے۔ واقعی اللہ بہتر ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

کتنے اچھے لوگ ہیں وہ سلجھے ہوئے اور مہذب۔ یہ گوری تو ان میں جا کر بالکل گنوار لگے گی۔

سعدیہ دل کی جلن کم کرنا چاہ رہی تھی۔

تو اور کیا یہ اس قدر ڈھیٹ اور بدتہذیب ہے وہ لوگ تو سر پکڑ کر رہ گئیں گے۔ خاص کر شان مجھے تو اس پر بہت ترس آ رہا ہے۔ اسے سنانے کو وہ ایسی ہی باتیں کر رہی تھیں۔

یہ نہیں جانتی تھیں اسے اپنی بدنامی کی پرواہ نہیں یہ باتیں تو بچپن سے سنتی آ رہی ہے اسے تو ان لوگوں کی تعریف خوش کر رہی ہے۔ آخر وہ اب اس کے سگے ہیں۔ کل گوری شان کے نام سے ہی پہچانی جائے گی۔

وہ لوگ شادی کی تاریخ جلدی چاہ رہے ہیں، صفیہ بڑا اور دمند دل رکھتی ہے۔ کہہ رہی ہے مجھے پتا ہے۔ بچی آپ لوگوں کے زیر کفالت رہی ہے۔ خاصا خرچ کر چکے ہیں۔ آپ اس پر۔ ہم اب جہیز وغیرہ کا مطالبہ

کر کے آپ پر مزید بوجھ نہیں ڈالیں گے بس جلد آ کر اپنی امانت لے جائیں گے۔

ممانی صالحہ کو ساری باتوں میں ایک ہی بات پسند آئی اور وہ بار بار بتا رہی تھیں۔

خیر اب ایسی بھی کوئی بات نہیں گوری کا بڑا ماموں لندن میں ہے۔ میں آج ہی اس سے فون پر بات کرتی ہوں۔ اور کہتی ہوں کہ جہیز کے لئے کچھ رقم بھیج دے۔ ویسے گوری کی ماں کا اچھا خاصا زیور میرے پاس رکھا ہے۔ جو ہم نے ڈالا وہ بھی اور جو سسرال سے ڈالا گیا تھا وہ بھی میرے ہی پاس رکھا ہے۔ اب یہ سارا گوری کے کام آئے گا۔ ایک سیٹ سے ڈال دیں گے۔ دوسرے سے کپڑے برتن وغیرہ آ جائیں گے۔

اماں خاصی مطمئن تھیں، اور گوری کو بھی سن کر تسلی ہو گئی تھی۔

نانی نے اگلے روز بڑے ماموں کو لندن فون کر دیا اور ساری بات سامنے رکھی مگر جواب مایوس کن تھا۔ ان کا بیٹا آجکل کوئی بزنس سٹارٹ کرنے والا تھا۔ وہ رقم نہیں دے سکتے تھے۔

گوری نے سنا تو دل ٹوٹ گیا۔

ہائے اب کیا ہوگا۔ کس طرح جہیز بنے گا۔ وہ خاموش کھڑی اماں کو دیکھ رہی تھی۔

چلو کوئی بات نہیں انہوں نے کون سا مطالبہ کیا ہے۔ جتنا ہم سے بن سکا دیں گے۔ مزید وہ کی امید لگا کر تو وہ بیٹھے نہیں ہیں۔

نانی خود کلامی کے انداز میں گویا ہوئی تھیں، اور گوری نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

خدا بہت مہربان ہے اس نے اچھے لوگوں میں تم جیسی بے آسرا کا نصیب جوڑا ہے۔ ہم لوگ کل شان کو دیکھنے جا رہے ہیں۔ میری فون پر صفیہ سے بات ہوئی تھی۔ کہہ رہی تھی پولیس کی ملازمت میں مصروفیت بہت ہے۔ مگر آپ شام کے وقت آ جانا۔ گھر پر ہی رہے گا۔

کون کون جا رہا ہے اماں اس نے از حد دلچسپی سے پوچھا۔

میں تمہارے بڑے ماموں، چھوٹی ممانی۔

کیا بڑی ممانی اور چھوٹے ماموں نہیں جائیں گے

نہیں اتنے لوگوں کو لے کر جانا مناسب نہیں لگتا۔ اسی لیے تمہارے بڑے ماموں کو لیا ہے۔ ان کی بیوی نہیں جائے گی، اور چونکہ چھوٹے ماموں نہیں جا رہے۔ اس لیے ان کی بیوی

جاری ہے۔

میرا خیال ہے شادی کی تاریخ بھی کل ہی رکھ دی جائے گی پھر اس کے بعد تم کالج جانا چھوڑ دینا اور اپنے کپڑوں کی سلائی کی طرف دھیان دینا۔

اپنی شادی کے کپڑے میں خود سیوں گی میری سلائی تو اتنی اچھی نہیں ہے۔

وہ جو عام سے کپڑے ہوں گے۔ وہ تو سی سکتی ہو۔ وہ جوڑوں پر گوٹا پٹا لگانے کا ہی بڑا کام ہوتا ہے، کم از کم وہی کر لینا۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

وہ لوگ صفیہ کے ہاں گئے۔ وہ بھی پر بہت زیادہ مطمئن تھے۔ بڑے ماموں کہہ رہے تھے لڑکا تو ہمارے اندازوں سے بھی بڑھ کر ہے۔

اور چھوٹی ممانی کا کہنا تھا گوری کسی طرح بھی اس گھر اور اس لڑکے کے قابل نہیں۔ وہ بہت سمجھدار رہا، شادو دور رکھو وہ ان لڑکا ہے گوری ہمارے خاندان کی ناک کٹوائے گی۔

یہ سب سن کر گوری بہت خوش تھی۔ اسے خود پر پورا یقین تھا میں ہر طرح کے ماحول میں خود کو ڈھال سکتی ہوں اور وہ تو میرے مہربان ہیں۔ مجھے جو کہیں گے وہی مانوں گی۔

دوسری طرف چھوٹی ممانی کچھ اور ہی سوچ رہی تھیں۔ اگر گوری کی جگہ رخشی ان کے ہاں بیاہ دی جائے تو بھلا اس میں کیا قباحت ہے بلکہ یہ تو ان لوگوں پر احسان ہوگا کہ ہم ایک پھوہڑ لڑکی کے بجائے سلیقہ مند خوبصورت خوب سیرت لڑکی ان کے بیٹے کو دیں گے۔ سچ تو یہ شان کی صورت ذہن پر جم کر رہ گئی ہے۔

اتنا اچھا لڑکا ہاتھ سے نکل جائے۔ اس سے بڑی بدنصیبی اور کیا ہوگی۔

رات کو انہوں نے میاں سے بات کی تو وہ بولے۔

کیا بات کرتی ہو بیگم وہاں بتا رہی ہیں۔ دو دن بعد منگنی اور بیچ کا مہینہ طے ہو چکا ہے۔ اب صرف تاریخ
رکھنا باقی ہے۔ اور اس کے لیے وہ لوگ جمعہ کو آ رہے ہیں۔ اب ہم گوری کی بجائے دوسری لڑکی کی بات کر دیں یہ کسی طور مناسب نہیں۔ یوں بھی گوری اپنی رخشی سے زیادہ خوبصورت ہے۔ وہ لوگ کبھی نہیں مانیں گے کیونکہ آج کل زمانہ سب سے زیادہ اہمیت صورت کو ہی دی جاتی ہے۔

گوری میری بیٹی سے زیادہ خوبصورت ہے ملک صاحب مجھے لگتا ہے آپ کی نگاہ پہلے سے زیادہ کمزور ہو گئی ہے چشمہ بدلوائیں۔ پتا۔ وہ بہت برا مان گئی تھیں۔

بیٹی اور وہ بھی اس کو حسین تر دکھائی دیتی ہے میرے نزدیک بھی میری بیٹی شہزادیوں سے کم نہیں مگر ہمارے اس طرح کہہ دینے سے سچائی بدل نہیں سکتی۔ یہ سچ ہے کہ گوری ہمارے گھر کی سب لڑکیوں میں اپنے قد قامت اور رنگت کی وجہ سے زیادہ خوبصورت دکھائی دیتی ہے۔

ہونہہ پھیکا شلجم تاڑ جیسا قد اور اس پر عقل نام کو نہیں جس گھر جائے گی وہ سر پکڑ کر اپنے نصیب کو روئیں گے۔

چلو جو بھی ہو اب ہم صرف دعا ہی کر سکتے ہیں۔

نہیں آپ کوشش تو کریں وہ بضد تھیں۔

شوہر نے صاف انکار کر دیا مگر وہ سوچ بیٹھی تھیں۔ اب جو صفیہ بیگم آئیں گی تو ان کے سامنے گوری کی خوب برائیاں کریں گی۔ رخشی کی بات صاف طور پر تو نہیں کر سکتیں۔ اشارہ دے دیں گی اس بات کی تو پوری کوشش ہو گی کہ تاریخ بھی طے نہ ہونے پائے تا کہ انہیں کچھ وقت مزید مل جائے منصوبہ مکمل تھا۔

صفیہ کی آمد پر ماں جان کو طلاع دورہ دیر میں دیتا ہے۔ بھابھی بیگم کو کسی بہانے ادھر اُدھر کر کے تنہائی میں صفیہ سے بات کرتا ہے۔ مگر یہ گوری کی قسمت جس روز انہوں نے تاریخ رکھنے آنا تھا چھوٹی ممانی کا رشتے کا بھائی روڈ ایکسیڈنٹ میں زخمی ہو کر ہاسپٹل پہنچ گیا اور انہیں فوراً اسی وقت کو جانا پڑا۔

گوری کی تاریخ طے ہو گئی۔ وہ بہی پر سب ہی بہت خوش دکھائی دیے کہ ادھر سے متعلق بہت اچھی آئی تھی۔ اور وہ بس آہ بھر کر رہ گئیں سب نے ان کی اداسی کی وجہ بھائی کی بیماری کو سمجھا۔

اس نے گوری سے کہہ دیا تھا اب کالج جانا چھوڑ دو اور جہیز بنانے میں لگو۔ مگر وہ اب یہ سوچ بیٹھی تھی کہ تعلیم بہت ضروری ہے ان کا گھر، نہ صرف پڑھا لکھا بلکہ اچھا خاصا ماڈرن بھی دکھائی دیتا ہے۔ ساتھ چلنے کے لئے میرے لیے یہ ضروری ہے کہ تعلیم مکمل کروں۔ اب بھی پڑھتی رہوں گی۔ شادی کے بعد بھی جاری رکھوں گی اور امتحان ضرور دوں گی۔

شادی کی شاپنگ چھوٹی ممانی اور بڑی ممانی نے کی۔ اس کے کپڑے سلنے کے لیے پروین کی ماں کو دے دیئے گئے جس کا اسے کافی دکھ تھا۔ وہ بھلا جہیز کے سستے قیمتی کپڑے اور سی رہی ہیں پروین کی ماں وہ تو ترپائی اتنی موٹی کرتی ہیں جیسے سوئی سے نہیں سوئے سے کی گئی ہو۔

دو ہفتے کے بعد پروین کی ماں نے سب کپڑے تیار کر کے بھجوا دیے گوری بہت شوق سے اپنے کپڑے دیکھنے ماں کے کمرے میں آئی اور کپڑے دیکھ کر دل ٹوٹ گیا۔ بھلا اس طرح کے کپڑے جہیز میں رکھے جاتے ہیں جب پروین کی ماں اپنی پروین کی شادی کرے گی تو اس سے کہیں اچھے قیمتی کپڑے بیٹی کو جہیز میں دے گی۔ وہ روہانسی ہو رہی تھی۔

ہاں یقیناً دے گی کہ وہ اس کی ماں ہے۔ تم یہ کیوں بھول جاتی ہو گوری کہ تم بن ماں کی بچی ہو۔

تمہاری نانی نے تو کوئی چھوڑی جائیداد کی مالک ہے نہ ہی اس نے کوئی تحفہ دبا رکھا ہے۔ میرے پاس جتنی رقم ہے اس میں سب خرچ پورا کرنا ہے۔ کپڑے تمہارے ماموں نے ہو کر دیے ہیں۔ واویلا مت کرو جس طرح پہلے خاموشی سے یہاں وقت گزرا ہے اب جو چند دن رہ گئے ہیں وہ بھی گزار دو۔

میں ان کپڑوں کو پہنوں گی بھی نہیں۔ بری کے کپڑے استعمال کروں گی۔ اس نے منہ بنا کر سامنے پڑا آہرا سوٹ پرے پھینکتے ہوئے کہا۔

جو جی میں آئے کرنا اس وقت خاموش رہو۔

تمہاری ممانیاں سن لیں گی تو برا مانیں گی۔ اب تم اس گھر میں چند روز کی مہمان ہو یہ سب

بغیر کوئی ہنگامہ کھڑا کیے گزرے تو تمہاری مہربانی ہوگی۔

پہلے میں نے کون سے ہنگامے کیے ہیں

جب تمہارا موڈ خراب ہوتا ہے۔ کھانا یا تو بالکل پھیکا پکاتی ہو یا نمک مرچ تیز کر دیتی ہو۔
کبھی وقت پر نہیں پکاتیں کبھی جلا دیتی ہو سب ایسی حرکتیں نہ کرنا اور سنو۔ سسرال میں اگر کوئی
بات بری لگے تو خاموشی سے سہہ جانا۔ جوابی کارروائی کے طور پر یہ سب مت کرنا جو یہاں کرتی
ہو۔ بیٹی یہ بات یاد رکھنا وہ تمہارا آخری ٹھکانہ ہے۔ اپنے مرد کے دل میں جگہ بنانے کی کوشش
کرنا اور پھر ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ راج تمہارے ہاتھ میں ہوگا۔

ماں وہ لوگ تو بہت اچھے ہیں۔

ہاں بیٹا وہ بہت اچھے ہیں مگر تم بڑی احمق ہو مجھے تمہاری طرف سے دھڑکا ہی لگا ہوا ہے۔

آپ فکر نہ کریں اماں میں اس گھر کو اپنا گھر ہی سمجھوں گی۔

نہیں بیٹا وہ تمہارے سسرال کا گھر ہوگا جہاں تمہاری ساس کی حکومت ہوگی۔ تم بس اس
کی حکومت کو تسلیم کر لینا اور اس کی ہر بات مانتی رہنا۔ تم اس گھر کی مالک تب ہوگی جب
تمہارے بچے اس قابل ہو جائیں گے کہ تمہارے سائے میں بیٹھنے کے بجائے تمہیں اپنے
سائے میں بٹھا سکیں۔

یوں تو بہت دیر ہو جائے گی ماں

ہاں تھوڑی دیر تو واقعی ہو جائے گی اور یہ صرف تمہارے ساتھ تو نہیں ہے۔ سب کے
ساتھ ہوتا ہے۔ حکومت کے لیے بہت انتظار کرنا پڑتا ہے۔ یوں سمجھو تیز دھوپ میں ننگے پیروں
چلنا پڑتا ہے بس نگاہوں کے سامنے آنے والے وقت کی خوبصورت تصویر رکھو اگر یہ نہیں
کرو گی تو راستے میں ہی تھک جاؤ گی۔ ویسے صفیہ اچھی عورت ہے۔ میرا خیال ہے تمہارا سفر
بہت آسان ہوگا اور اگر شوہر عقل والا ہو تو بھی راستے کے کانٹے بہت حد تک نکل جاتے ہیں۔

شان مجھے ایسا ہی لگتا ہے۔ عقل والا وفا شعار اور شریف یہ شریف معنوں میں ایک نعمت ہوتا
ہے اور یاد رکھو یہ نعمت بہت ہی کم کسی کے حصے میں آتی ہے جسے ایسا مرد مل جائے وہ بہت
نصیب والی ہوتی ہے۔

اس کا مطلب ہے میں بہت بخت آور ہوں ماں وہ بہت خوش تھی۔

ہاں مجھے بھی ایسا ہی دکھائی دے رہا ہے۔ تم ان کپڑوں کو دیکھ کر دل میلا مت کرو۔ اللہ
تمہیں بہت دے گا۔ جاؤ انہیں لے جا کر سنبھال کر رکھو۔

اس نے بڑی فرمانبرداری کے ساتھ سر اثبات میں سر ہلا دیا اور کپڑے اٹھا کر چلی گئی۔

وہ تو اب کالج کم کم ہی جا رہی تھی کہ شادی میں بس ایک مہینہ رہ گیا تھا۔ خوشی سے خبریں ملتی
رہتی تھیں۔ وہ بتا رہی تھی آج کل صائمہ بہت اداس ہے۔ پتہ جس کزن کو چاہتی تھی۔ اس کا
رشتہ کہیں اور طے ہو گیا ہے اور صائمہ اسے اپنی ممانی کی سازش قرار دیتی ہے۔ کہتی ہے ممانی
نے جان کر میرے ساتھ یہ ظلم کیا ہے اور اپنے بیٹے کا رشتہ کہیں اور طے کر دیا ہے۔

اسے اتنی امیدیں باندھنے کی ضرورت ہی کیا تھی گوری نے بغیر متاثر ہوئے کہا تھا۔

محبت کی نہیں جاتی ہو جاتی ہے۔ اب اگر صفیہ بے چاری کے دل میں اپنے کزن کے
لیے نرم گوشہ تھا تو اس میں کیا برائی تھی مگر یہ لڑکوں کی مائیں بڑی ہی ظالم ہوتی ہیں۔ بیٹیوں کے
رشتے کبھی ان لڑکیوں سے نہیں کرتیں جو ان کے بیٹوں کو چاہتی ہیں۔

وہ سب تبصرے کرتی رہیں۔ گوری نے پھر کچھ نہیں کہا۔ وہ اپنے دوپٹے پر سنہری ٹل
ٹانکتی رہی۔

تائی بھی ادھر آ بیٹھیں اور لڑکیوں سے بولیں۔

شادی پر آنے والے مہمانوں کی لسٹ بنا لو تا کہ کارڈ بانٹنے میں آسانی رہے۔

مگر وہ اچھا کہہ کر بھی نہیں بیٹھیں۔ گوری کی شادی وہ بھی اتنی اچھی جگہ پر ان کے تو دل
جل رہے تھے بھلا کسی کام میں حصہ کیوں لیتی۔ دونوں ممانیوں کا بھی یہی حال تھا۔ انعام اور
ثاقب بھی مصروف تھے

صرف دونوں ماموں اور ماں تھے جو دل لگا کر سب نمٹا رہے تھے۔

ماں بہت بوڑھی تھیں۔ اتنا دم نہیں تھا کہ بھاگ دوڑ کر سکتیں لہذا ان کے حصے کے کام
گوری کو خود ہی کرنے پڑ رہے تھے۔

لسٹ نہیں بن سکی۔ کارڈ شادی سے چار روز پہلے ثاقب نے ارسال کر دیے حالانکہ یہ کام دس
روز پہلے ہو جانا چاہیے تھا۔

اب اتنے دنوں میں کس کو بلائیں کسے چھوڑ دیں۔ سب کا نظام ویسے بھی کچھ اچھا نہیں۔

دور کے شہروں میں اپنے والوں کو تو ملیں گے بھی نہیں۔ ماموں کو غصہ آ رہا تھا بیٹے پر۔

بڑے ماموں بولے ثاقب مہمانوں کی لسٹ بناؤ جو دور کے شہروں میں رہتے ہیں انہیں
فون بھی کر دو تا کہ گلہ نہ رہے کیونکہ یہ کارڈ تو اب وقت پر ملنے سے رہے۔ مگر ثاقب نے صرف
اثبات میں سر ہلایا پھر بھول بھال گیا۔

بہت کم لوگ شامل تھے اس شادی میں۔ گوری کی سہیلیاں تو تھیں نہیں۔ رخشی وغیرہ نے
اپنی دوستوں کو بھی نہیں بلایا۔ کیا فائدہ ہر کوئی دیکھ کر گوری کے دولہا کی تعریف کرے گی۔ اس
کی قسمت پر رشک کرے گی۔

بارات وقت پر آ گئی۔ دولہا کی طرف سے بھی کچھ زیادہ لوگ شامل نہیں تھے۔ ماں اور
دونوں ممانیاں استقبال کے لیے کھڑی تھیں۔ اور آج صفیہ بیگم کا مزاج انہیں حیران کر گیا۔
دونوں ممانیوں کو تو سکون ہو گیا مگر ماں بے سکون ہو گئیں بے چاری بچی، انہیں شاید اس سے پہلے
اپنی نواسی پر اتنا ترس بھی نہیں آیا تھا۔ دولہا کی ماں کا چہرہ ہوا منہ دیکھ کر لڑکیوں کو منع کر دیا گیا
کہ وہ دولہا اس کے گھر والوں سے کسی قسم کا مذاق نہ کریں۔ وہ وجہ پوچھتی رہیں ماں نے کچھ
بتایا نہیں۔ گوری کو رشتے کی ایک بھابھی گھر پر ہی دلہن بنا رہی تھیں جب بری دہ ٹیچی کیس
کمرے میں رہ گیا تو اس نے تیار کرنے والی بھابھی کا ہاتھ روک کر کہا۔

ٹھہریں بھابھی پہلے میں بری دیکھوں گی۔

اور اس کے بچوں جیسے اشتیاق پر وہ ہنس پڑیں۔ وہ بھلا کیسے جان سکتی تھیں۔ برسوں

پرانے کم قیمت کپڑے پہننے والی یہ لڑکی دل میں کیا ارمان رکھتی ہے۔ گوری نے اپنی کھول کر ایک ایک جوڑا دیکھنا شروع کیا اور اس کا جی چاہا۔ پھوٹ پھوٹ کر رو دے۔

اس شادی سے صاف انکار کر دے کہ وہ اپنے اندر ڈھیٹ پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے۔

جاؤ چلے جاؤ ہم نے نہیں کرنی تم جیسے کنجوس مکھی چوسوں کے ہاں شادی۔

ارے ایسے جوڑے تو ملازموں کی یہاں شادی کے موقع پر مالک لوگ دیا کرتے ہیں۔

ارے ہم نے تو سنا تھا بڑے امیر لوگ ہیں۔ یہ بری کس طرح کی لائے ہیں۔ عورتیں منہ بنا کر ایک ایک سوٹ پر تبصرہ کر رہی تھیں مذاق اڑا رہی تھیں اور گوری کا چہرہ ہمیشہ کی طرح پھر سپاٹ ہو گیا تھا۔ ہر احساس مٹ چکا تھا۔ صاف دھلی سلیٹ کی مانند وہ دیکھتی آنکھوں کے ساتھ بھی وہ اندھی بنی بیٹھی تھی۔

دلہن بن کر وہ کیسی لگی کس نے کیا تبصرہ کیا اس نے سنا نہیں۔ وہ بغیر کوئی آنسو بہائے خاموشی سے نانی کا گھر چھوڑ کر سسرال کے گھر آ گئی۔ ایک پیغام سی خاموشی تھی جو شاید ماحول میں نہیں بلکہ گوری کے اندر تھی۔

جو اس کے تھے اس سے کہیں مختلف اور سجا سجایا۔ وہاں ایک ڈھیلی سی چارپائی پر اس کا پرانا سا بستر اور یہاں ڈبل بیڈ کور بہت پیارا تھا اور یہ بستر بہت آرام دہ تھا۔

کمرے میں بٹھا کر سب چلے گئے تھے اور وہ بڑی سہولت سے سر اٹھا کر ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔

اس کے دائیں جانب دیوار پر لگی تصویر دیکھ کر وہ حیران رہ گئی اور اس حیرت میں اسے آنے والے کی خبر نہ ہو سکی۔ گھونگھٹ اٹھائے وہ پلکیں جھپک جھپک کر تصویر دیکھ رہی تھی۔

ارے کچھ ہنسی سی تعجب سے بھری ہوئی آواز آنے والے کی تھی تب وہ چونکی اور بے ساختہ ہنس کر بولی۔

تو یہ آپ ہیں۔

اور یہ آپ ہیں کالی چوڑیوں والی۔ ستان کو اس کی گوری کلائی اور کالی چوڑیاں [illegible] آ رہی تھیں۔ کتنی عجیب بات ہے ناں وہ خوش تھی بے حد خوش اور اسی خوشی میں یہ فراموش کر چکی تھی کہ وہ پہلی رات کی دلہن ہے اور سامنے اس کا دولہا بیٹھا ہے مگر ستان کو اچانک ہی یاد آ گیا پھر اس کے اور گوری کے درمیان والدہ کا بے ہودہ خیال در آیا اکھڑی ہوئیں یہ شادی تو عارضی ہے میں اپنے بیٹے کے لیے چاند سی دلہن لاؤں گی۔

چاند اور کیا ہو گا۔ اس نے بغور گوری کے سجے سنورے روپ کو دیکھا اور پھر ماں کی کہی باتیں جیسے کمرے میں گونجنے لگیں اور کسی نے کہا۔

دل ایک طرف کر دو اس کے معاملات اس عورت کے لئے نہیں ہیں۔ یہ بس ملکیت ہے اسے ملکیت سمجھو ضروری تو نہیں کہ اس عمل میں دل کو بھی شامل کیا جائے۔ ستان سو گیا اور پیچھے صرف مرد رہ گیا اور کمزور عورت رہ گئی۔ مرد نے ستان کو سلانے کے بعد عورت کے ہر

احساس کو کچل دیا۔ تم تاوان ہو تم ملکیت ہو اور تم اس کلی کی مانند ہو جس کا نصیب ظالم ہاتھ میں آکر مسلے جانا ہے۔

یہ رات جتنی کرب انگیز تھی اتنی تو شاید اس سے پہلے زندگی میں کبھی نہیں آئی تھی۔ اس نے خواب نہیں بنے تھے وہ آئیڈیل پرست لڑکی تو نہیں تھی۔ مگر اسے لگا جیسے اس سے پہلے کی تمام عمر خواب بنتے ہی گزری تھی اور آج تمام خواب ٹوٹ گئے ہیں وہ خالی ہاتھ خالی دل لیے کھڑی ہے۔

یہ آخری پناہ گاہ ہے۔ اسے اماں کے الفاظ بار بار یاد آ رہے تھے۔

صبح ناشتا لے کر ملازمہ آئی مگر ساتھ میں ستان کی امی بھی تھیں۔ گوری نے سلام کیا۔ انہوں نے اس

کے سپاٹ چہرے پر کچھ تلاش کرنے کی کوشش کی مگر بری طرح ناکام ہوئیں۔

ستان کہاں ہے۔ کچھ جھنجلا کر پوچھا تھا۔

شاور لے کر ابھی آتے ہیں۔ آواز بھی ٹوٹی بکھری نہیں تھی۔ بڑا نارمل سا انداز تھا۔

تم ناشتا کرو ستان ہمارے ساتھ کرے گا

جواب میں اس نے کچھ نہیں کہا تاہم ان کے چہرے پر حیرت ابھری۔

میں کہہ رہی ہوں تم ناشتا کرو۔ انہوں نے سختی سے کہا۔

میں نے سن لیا ہے۔

پھر کر سکتی نہیں رہیں۔

اس سے پہلے کہ جواب میں وہ کچھ کہتی ستان تولیے سے سر رگڑتا باہر آگیا ماں پر نظر پڑی تو مسکرا کر سلام کیا۔

آؤ۔ سب ناشتے کے لیے بیٹھے تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ اس نے ایک نظر یہاں موجود ٹرالی پر ڈالی مگر پھر کچھ کہے بغیر ماں کے ساتھ کمرے سے چلا گیا۔ گوری نے کچھ سوچا پھر گہرا سانس کھینچ کر ٹرالی اپنے قریب کری۔ اس نے پیٹ بھر کر کھایا۔ ابھی چائے پی رہی تھی کہ ستان کمرے میں آگیا۔ اسے یوں اطمینان سے بیٹھے ناشتا کرتے دیکھ کر وہ یقیناً حیران ہوا تھا شاید اس کا خیال ہوگا کہ وہ چپکے چپکے رو رہی ہوگی یا پھر گم صم کیفیت میں بستر پر بیٹھی ہوگی مگر یہاں کچھ بھی تو ویسا نہیں تھا۔ ٹرالی کی حالت بتا رہی تھی اس نے ڈٹ کر ناشتا کیا ہے۔

امی کہہ رہی ہیں۔ کپڑے بدل کر تیار ہو جاؤ ہمارے کچھ ملنے والے آئیں گے۔ وہ اس سے نظر ملائے بغیر کہہ رہا تھا۔

جواب میں کچھ کہے بغیر وہ بستر سے اٹھی۔ بری کے کپڑوں میں سے سب سے ہلکے رنگ کا سوٹ نکالا اور بیڈ پر رکھ دیا۔ اب تو اسے میکے کے کپڑے بہت بہتر دکھائی دے رہے تھے۔ خاص کر وہ شرارہ جو کل پہنا تھا اور گلابی ساڑھی آج سے میکے والے بہت اپنے لگ رہے تھے وہ ان سب کے لیے اداس تھی ملنا چاہتی تھی ان سے۔

کیا یہی جوڑ ملا ہے پہننے کو۔ ستان کو کوفت ہوئی۔

آپ کی طرف کے سب جوڑوں میں یہی بہتر ہے۔ اس نے بتایا اور اس کا جتانا رائیگاں
نہیں گیا وہ واقعی کچھ شرمندہ ہو تھا اور اسی لیے فوراً کمرے سے نکل گیا تھا۔

اس نے یہی جوڑ پہنا زیور بھی صرف ایک سیٹ جو ان کی طرف کا تھا میک اپ کرنا
اسے نہیں آتا تھا کہ کبھی یہ سب چیزیں اس کے استعمال میں رہی ہی نہیں تھیں لپ اسٹک لگا کر
آنکھوں پر آئی پنسل لگائی، اور پھر آ کر بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ جواد اور اقصیٰ آ پہنچے۔

او ہو بھابھی جاگ گئیں آپ آپ کا دن بھی میری طرح بہت جلدی چڑھتا ہے۔

وہ بہت خوش تھا۔ ہنس کر بات کرتے ہوئے اقصیٰ کی طرف دیکھا تھا مگر اقصیٰ روٹھی
روٹھی گوری کے پاس آ کر بولی۔

امی نے کہا تھا۔ تیار ہو جائیں آپ اسی طرح بیٹھی ہیں مہمان بس آنے والے ہیں۔

مجھے میک اپ کی ضرورت ہی نہیں ہے اللہ میاں نے خود ہی کر کے بھیجا ہے جواد نے
بڑے دھیمے لہجے میں تعریف کی تھی مگر یہ تعریف بھی اس کے چہرے کی سنجیدگی توڑ نہیں سکی۔
اقصیٰ خود اس کا میک اپ کرنے لگی۔

صفیہ اور ستان اکٹھے کمرے میں آئے۔ صفیہ نے اقصیٰ کو اس کے ساتھ مصروف دیکھا
تو بولیں۔

تمہیں کیا ضرورت پڑ گئی تھی۔ کیا اور کوئی کام نہیں رہ گیا

امی انہیں میک اپ کرنا نہیں آتا اس لیے میں کر رہی ہوں۔

نہیں آتا تو نہ سہی تم ملازمہ تو نہیں ہو اس کی۔

امی اقصیٰ بہت حیران ہوئی تھی۔

جاؤ جا کر کچن دیکھو۔ ستان کے کہنے پر اقصیٰ سب سمیٹ کر چلی گئی۔

جواد تم یہاں بیٹھے کیا کر رہے ہو۔ سب تو ادھر تھی۔

میں بھابھی سے باتیں کر رہا تھا

کیوں آج آفس نہیں جانا تم کو۔

کمال ہے آج بھائی کے ولیمے کے بعد میں آفس جاؤں گا۔

ہاں اٹھو تیاری کرو۔ ولیمے کا فنکشن شام کو ہے۔ اس وقت تم جا سکتے ہو اور ستان تم تیار ہو
جاؤ میری دوست اور ان کی بچیاں آ رہی ہیں ناراض ہیں کہ بارات میں کیوں نہیں لے کر گئے
میں نے کہہ دیا دلہن کے عزیزوں میں فوتگی ہو گئی تھی۔ اسی لیے ہم صرف چند قریبی عزیزوں
کو لے کر گئے اور سادگی کے ساتھ لڑکی لے کر آ گئے۔

کس بے رخی سے، انہوں نے کہہ کر گوری کی جانب دیکھا تھا مگر اب بھی اس کے چہرے پر
وہ کچھ دیکھنے میں ناکام رہی تھیں جس کی انہیں توقع تھی۔

چلو تم لوگ۔ وہ دونوں لڑکوں کے ساتھ باہر نکل گئیں۔

اس کا جی چاہا سارا میک اپ دھو ڈالے، اور بالکل سادہ چہرے کے ساتھ ساس کے

مہمانوں کے سامنے جا کر ان لوگوں کو شرمندہ کردے۔ مگر ماں کی نصیحت سسرال میں وہ حرکتیں
مت کرنا جو یہاں کرتی رہی ہو۔ وہ بس ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گئی۔

شادی کے صرف ایک ہفتہ بعد گھر کے بہت سے کام اس کے سر پر آ پڑے تھے۔ حکم امی
کا ہوتا وہ بس ایک ملازمہ کی طرح تعمیل کو حاضر رہتی۔ تعلیم مکمل کرنے کا خواب بس خواب ہی
ہو چلا تھا۔ جو ذہن مزاج کا بہت اچھا تھا۔ اقصیٰ کی اپنی بہت سی مصروفیت تھیں مگر اس کے باوجود
اس کے ساتھ اچھی طرح پیش آتی تھی۔ مگر کسی کام کو ہاتھ لگانا شان کے خلاف سمجھتی تھی۔ اس
نے بتایا تھا میری ایک کزن بھائی کو بہت پسند کرتی تھی میری بھی اس سے بہت دوستی ہے اور
خواہش تھی کہ بھابی بن کر وہی ہمارے گھر آئے مگر امی کو اچانک پتا نہیں کیا سوجھی جو
آپ کو لا کر میرے اور صائمہ کے خواب چکنا چور کردیے۔ وہ بڑی بے رحمی سے ہر بات کہہ دینے
کی عادی تھی اور گوری نے شاید قسم کھا رکھی تھی منہ سے ایک لفظ نہیں نکالے گی۔

سنان کی مصروفیت شاید پہلے ہی بہت زیادہ تھی یا اب اس کی وجہ سے دیر سے گھر آنے
لگا تھا۔ دن بھر کے کام کاج کے بعد ہوتی تھکی ہوتی کہ بمشکل ہی اس کے انتظار میں خود کو جگا
سکتی۔ وہ گھر آتا اس سے کھانے کے بارے میں پوچھتی۔ جواب میں عام طور پر نفی میں ہوتا۔
وہ چینج کرنے چلا جاتا واپس آتا تو یہ سو رہی ہوتی۔

صبح بھی ایک افراتفری کا عالم ہوتا۔ امی نماز پڑھنے سے فارغ ہو کر فوراً اس کے
دروازے پر دستک دے ڈالتیں۔ سنان تو سویا رہتا وہ اٹھ کر دروازہ کھولتی تو کاموں کی ایک لمبی
فہرست اس کی منتظر ہوتی۔

امی کے لیے دلیہ سنان کے لیے توس اقصیٰ صبح جوس ضرور لے گی جو اور دیر سے بیدار ہوتا
ہے وہ ڈٹ کر بھاری ناشتا کرنے کا عادی ہے۔ اس کے لیے پراٹھا بنا لینا۔ آملیٹ اسے پسند
نہیں۔ تھوڑا قیمہ بھون لو اور سنو۔ آم بھی فارم سے کر رکھا ہے اس کی چٹنی بھی بنا لو۔
کچن کی صفائی اچھی طرح کردینا۔ ملازمہ کام چور ہے۔
ٹھیک سے کام نہیں کرتی۔ آج کپڑوں کی دھلائی بھی ہوگی۔ پردے وغیرہ بھی اتار کر دھو
لینا۔ صوفوں کے کور بھی میلے ہو رہے ہیں۔

وہ کہتی جاتیں گوری پورے اطمینان سے سب سنتی رہتی کبھی پلٹ کر یہ نہیں پوچھا آخر یہ
ملازمہ کس مرض کی دوا ہے۔ صبح سے شام کس طرح ہو جاتی ہے اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ اٹھتی تو
سورج طلوع ہو رہا تھا اور جب کام ختم کر کے سر اٹھاتی تو پتا چلتا۔ سورج کب کا جا چکا اب رات
کی تاریکی پھیل رہی ہے۔

پھر ایک روز چند مہمانوں کے آنے کی خبر ملی۔ امی نے آج معمول سے زیادہ ڈشز
بنانے کا آرڈر جاری کیا۔ اقصیٰ بہت خوش تھی اور بتا رہی تھی آج
صائمہ آ رہی ہے۔ امی نے سنان سے کہا تھا کہ آج جلدی آنے کی کوشش کرے تاکہ دوپہر
کو لنچ سب اکٹھے کریں گے۔ بھائی جان آج تو ضرور ٹائم نکالیں۔ جب سے شادی ہوئی
ہے آپ کی مصروفیت میں اضافہ ہو گیا ہے ورنہ پہلے شام ہوتے ہی گھر آجاتے تھے۔ اور امی

کی گود میں سر رکھ کر کتنا لاڈ اٹھوایا کرتے تھے۔ لوگ تو شادی کے بعد مزید شوخ ہو جاتے ہیں اور آپ ہیں کہ بجھ کر رہ گئے ہیں۔ اقصیٰ گوری کی موجودگی میں بھائی سے خفگی کا اظہار کر رہی تھی۔

ہاں شان اقصیٰ ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہے۔ تم پہلے کی طرح اب کیوں وقت پر گھر نہیں آتے۔ تم نے گھر کے کسی بھی مسئلے میں دلچسپی لینا چھوڑ دی ہے۔ اپنے باپ کی وفات کے بعد کم عمر ہونے کے باوجود تم میرے بیٹے حوصلہ مند بن گئے تھے۔ ہر مسئلہ تم نے اپنے سر لیا۔ اور بڑی خوبی سے حل کیا۔ ہم سب تمہاری توجہ کے عادی ہیں بیٹا مگر تم اب بہت خاموش اور الجھے الجھے دکھائی دیتے ہو۔

ایسا کچھ نہیں ہے امی۔ ایک تھکی سی پھیکی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر آ گئی تھی۔ ذرا توقف کے بعد بولا۔ ٹھیک ہے آج میں جلدی آنے کی کوشش کروں گا۔

نظر اٹھائی تو گوری اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس نے نگاہ کا زاویہ بدل لیا کہ بیوی سے نظر ملانے کا حوصلہ اس میں نہیں تھا۔ وہ گھر دیر سے آتا تھا تو اس کی وجہ یہ پرکشش لڑکی ہی تھی۔ جو اس کی ہوتے ہوئے بھی اس کی نہیں تھی۔ صبح امی کے حکم کے مطابق سب ناشتہ اکٹھے کرتے تھے۔ ایک دو بار اتفاق سے گوری اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی تو امی نے کڑی نگاہ سے دیکھا تھا۔ مجرم نہ ہوتے ہوئے بھی وہ شرمندہ ہو گیا تھا۔

وہ صفیہ کا بڑا بیٹا تھا۔ شادی کے چار سال بعد بڑی منتوں مرادوں کے بعد پیدا ہوا تھا۔ باقی سب بچوں کی نسبت ہمیشہ ہی صفیہ کی زیادہ توجہ اس پر رہی جب بچہ تھا تو پیار لیتا تھا۔ بڑا ہوا تو اس سے محبت طلب کرنے لگیں۔ شوہر کی وفات کے بعد تو وہ بہت حساس ہو گئی تھیں۔ یہ برداشت ہی نہیں کر سکتی تھیں کہ شان انجانے میں ہی سہی ان کی ذرا سی بھی حکم عدولی کرے۔

اسے ماں کے احساس کا پورا پورا اندازہ تھا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ وہ بھی ان سے محبت کرتا تھا۔ ان کی بات کو ایمان سمجھتا تھا۔ کئی بار ایسا ہوا انہوں نے کچھ ایسا حکم دیا جو اس کے خیال میں غلط تھا۔ مگر وہ سر تسلیم خم کر کے رہ گیا۔ ماں ہائی بلڈ پریشر کی مریضہ تھیں اور شان کوئی بات ٹال جاتا تو فوراً طبیعت خراب ہو جاتی۔ جب کہ اس کے برعکس جواد اور اقصیٰ اکثر اپنی مرضی کر جاتے تھے اور صفیہ محسوس بھی نہیں کرتی تھیں۔ وجہ یہ ہے کہ ان بچوں سے اس نے کوئی توقعات نہیں باندھی تھیں۔ شان کو کئی بار گوری کا خیال ڈسٹرب کرتا۔ آفس میں ہوتا تو اس کے بارے میں سوچتا رہتا۔ اس نے دیکھا تھا کہ اس کے کئی کولیگ آفس آتے ہی بیوی کو فون ضرور کرتے تھے۔ جب نئی نئی شادی ہوتی تھی تو ان کی گفتگو دیکھنے کے قابل ہوتی تھی۔ مگر اس نے کبھی ایسا نہیں کیا تھا۔ ماں نے شروع سے ہی اسے یہ بات بتا دی تھی۔ گوری ان کے ہاں چند روز ٹھہرنے والی مہمان ہے۔ اسے مرد کے طور پر یہاں رکھنا ہے پھر واپس لوٹا دینا ہے۔ تم اس سے دور رہو یہی بہتر ہے۔ مگر وہ مرد تھا اور گوری وہ عورت جو مکمل طور پر اس کی دسترس میں تھی،

وہ اکثر بہک جاتا تھا۔ اور بعد میں پچھتاتا کہ جب بھی قریب گیا۔ دل
میں آگ اور بھی بھڑکی تھی۔

اسے گوری پر شدید حیرت تھی۔ وہ کیسی لڑکی تھی۔ اس کی سرد مہری اور بے حسی پر بھی احتجاج
نہیں کیا۔ اگر وہ اس سے بیگانہ بن گیا تھا تو اس نے بھی اپنا بنانے کی کوشش نہیں کی۔ یہ تو
ستان کو یقین تھا اگر وہ ایسا کرے گی بھی تو ناکام ہوگی مگر بحیثیت ایک عورت اور ایک بیوی اسے
احتجاج کا حق تھا۔ وہ تسو بہا کر اس کے قریب آ کر لفظوں سے اشاروں سے اپنی محبت جیسی
اور ان محرومیوں کا ذکر کر سکتی تھی جو یہاں آ کر اس کا مقدر ٹھہر گئی تھیں مگر یوں لگتا تھا اسے
ستان کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اور یہ بات مرد کی انا پر کاری ضرب لگاتی تھی۔ کئی بار رات میں
جب وہ

کروٹ پر کروٹ بدلتی تو اندازہ ہوتا۔ سارا دن کام کاج کے بعد بھی اس کا تھکا ہوا بدن
نیند کی مہربان آغوش سے محروم ہے۔ اور وجہ برابر میں لیٹا یہ نظر انداز کرنے والا مرد ہے۔ اور
ستان کا سارا جسم کان بن جاتا۔ شاید اب وہ کچھ کہے۔ شاید وہ تشنگی کے شدید احساس کے
ساتھ رو پڑے۔ اور اس کا ہاتھ پکڑ کر بھیک مانگ لے۔ مگر ایسا کچھ نہ ہوتا۔ اور ستان کا انتظار
کوفت میں بدل جاتا۔ اور اسے گوری پر شدید غصہ آتا۔ اور صرف اسے ستانے کی خاطر وہ
اسے اس حق سے محروم کر کے خود بھی انگاروں پر لوٹتا جو اس کا شرعی حق تھا۔
اسے طوفان میں گھری وہ لڑکی اچھی طرح یاد تھی جس کی گوری کلائی میں پڑی کانچ

چوڑیوں نے اسے ڈسٹرب کر دیا تھا۔ وہ لڑکی بہت بولتی تھی اور ہر بات بڑے اعتماد اور بے خوفی
سے کرتی تھی۔ اس کے گھر میں اتری تو بھی آج تک ستان نے خوف کی پرچھائیں اس کے
چہرے پر نہیں دیکھی۔

ستان یہ گوری کس قسم کی لڑکی ہے۔ شاید امی بھی اس کی چپ سے الجھن میں تھیں۔
میں سمجھا نہیں کیا پوچھنا چاہ رہی ہیں آپ۔ وہ سمجھ تو گیا تھا مگر اس سے سننا چاہتا تھا۔
شادی کے بعد صرف ایک بار میکے گئی ہے وہ بھی ولیمے سے اگلے روز صرف تمہارے
ساتھ، صبح تم لوگ گئے شام کو واپس آ گئے۔ اس کے بعد دوبارہ ہم نے اسے وہاں نہیں بھیجا۔
اور اس نے جانے کا نام بھی نہیں لیا۔ کبھی تم سے تو کہتی ہوگی۔
نہیں مجھ سے کبھی بات نہیں ہوئی۔

عجیب ہے لڑکی اور وہ لوگ عجیب تر ہیں۔ ان کے ہاں شادی سے پہلے جب بھی گئی اس
کی نانی نے یہی تاثر دیا کہ وہ اس سے بے حد محبت کرتی ہیں۔ گھر کے باقی افراد بھی ہمیں
عزت دیتے رہے۔ اور عزت اس کے حوالے سے دی جاتی تھی۔ مگر اب سب بھول ہی بیٹھے
ہیں کہ ان کی کوئی لڑکی بیاہ کر ہمارے ہاں آئی ہے۔
صفیہ پر جھنجھلاہٹ سوار تھی۔ یوں لگتا تھا منصوبہ ناکام ہو گیا ہے۔ وہ تو گوری کو ستا کر اور کر
ان سے بدلہ لینا کا
انتقام لینا چاہتی تھیں۔ مگر وہ سب تو جیسے بے حس تھے۔ انہیں کچھ بھی محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

یہ آپ کی چائے اور دودھ۔ گوری ایک بار پھر حاضر ہوئی۔

یہ چائے ہے اس قدر دکالی، تمہیں اب تک یہ علم نہیں ہو سکا کہ میں چائے کس طرح کی پسند کرتی ہوں۔

انہوں نے کپ اٹھا کر فرش پر پھینک دیا۔ کچھ چائے گوری کے پاؤں پر پڑی۔ گرم چائے نے پاؤں جلا دیا۔ تکلیف کی شدت سے اس کی آنکھیں آنسو سے بھر گئیں مگر سسکیوں کو اس نے بڑی خوبی سے دبا لیا۔ اور آنسو بھی پلکوں کی باڑھ پار نہیں کر سکے اور اس کے لئے یہ کام کچھ نیا تو نہیں تھا۔ ماموں کے گھر میں بھی ضبط کی منزلیں طے کرتی ہی رہی تھی۔

امی کیا ہو گیا تھا آپ کو وہ چلی گئی اور افسوس کے عالم میں شان کے منہ سے یہ جملہ نکل گیا جبکہ وہیں موجود اقصیٰ بھی حیران تھی۔

کچھ نہیں ہوا ہے مجھے خبردار جو تم اس چڑیل کی حمایت میں ایک لفظ بھی بولے۔ میں دیکھ رہی ہوں بہت حمایت کرنے لگے ہو تم اس کی۔ بلڈ پریشر بڑھ گیا تھا۔ شان کی ذرا سی بات پر وہ خوب شور کر رہی تھیں۔ شان معافی مانگ رہا تھا۔ صفائی پیش کر رہا تھا۔ مگر وہ کچھ بھی سننے کو تیار نہیں تھیں۔

اتنی تکلیف کے باوجود گوری کو بہت کام کرنا پڑا۔ بار بار جی چاہتا کھانا خراب کر دے مگر یہ آخری پناہ گاہ وہ کھونا نہیں چاہتی تھی۔

بھابی جلدی کرو۔ کیا آرام سے کھڑی ہوئے ہوئے ہاتھ چلا رہی ہو۔ امی کہہ رہی ہیں مہمان آنے والے ہیں اور ہمارے کپڑے استری کرنے والے رکھے ہیں وہ چولہا بند کر کے باہر آ گئی۔ آئرن اسٹینڈ کے قریب ہی جو کرسی پر بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا۔ اسے لنگڑا کر چلتے دیکھا تو پوچھا اس نے یہ بتایا چائے گر گئی تھی۔ یہ نہیں بتایا کہ کس سے گری تھی وہ کپڑے استری کرنے لگی تو بولا۔

آپ کچن کا کام کر رہی تھیں۔ اقصیٰ سے کہتیں وہ یہ کام خود کر لیتی۔ اور پھر دوبارہ کسی خبر میں گم ہو گیا۔

وہ ان کے کپڑوں سے فارغ ہوئی تو سوچا اپنے بھی کپڑے استری کر لے پھر شاید یہ وقت نہ ملے۔ کمرے میں آ کر وارڈروب کھولی اور سامنے وہی کپڑے تھے۔ جن کے بارے میں شادی سے پہلے اس نے سوچا تھا۔ کبھی نہیں پہنے گی۔ نئے کپڑے بنوائے گی قیمتی اور خوبصورت۔

زندگی تیرے بارے میں میرے خواب بہت تھے۔ ان ہی میں سے چاکلیٹ کلر کا سوٹ نکال کر وہ ایک بار پھر آئرن اسٹینڈ پر آ کھڑی ہوئی۔ مہمانوں کی آمد سے پہلے پہلے وہ بہت سا کام نمٹا چکی تھی۔ کمرے میں آ کر کپڑے بدلے اور ہلکی سی لپ اسٹک لبوں پر لگائی۔ جب وہ اس کام سے فارغ ہو کر پلٹی تو شان اس سے خاصے فاصلے پر مگر کمرے میں موجود تھا۔

آپ کب آئے بے ساختہ رہی اس کے لبوں سے یہ فقرہ ادا ہو گیا مگر پھر جواب کا انتظار کے بغیر وہ باہر آ گئی۔ سجے سجے سے روپ سے زیادہ شان نے اس کے پاؤں کی طرف دیکھا

تھا کہ وہ ننگے پاؤں جو تھی۔ ورکوئی دوا اس نے پاؤں پر لگا رکھی تھی۔ شاید زیادہ جل گیا ہے۔
اسے افسوس ہوا تھا۔ جب اقصیٰ کے ماموں کی فیملی ان کے ہاں آئی تو ملنے سے پہلے یہ بات
گوری کے گمان میں بھی نہ تھی کہ اقصیٰ کی دوست اور کزن اس کی کلاس فیلو صائمہ ہوگی۔

ڈرائنگ روم میں چائے لے کر آئی۔ ماموں ممانی کو سلام کیا۔ روکھا پھیکا جواب موصول
ہونے کے بعد وہ اقصیٰ کے ساتھ بیٹھی اس لڑکی کی طرف مڑی تھی۔

وہ گوری تم صائمہ کے انداز میں حیرت تھی۔ پھر حیرت کی جگہ حقارت نے لے لی۔ کلاس
میں وہ ہمیشہ گوری کی سادگی اور غریبی کا مذاق اڑاتی آئی تھی اور وہی گوری اس سے ستان کو جدا
کر گئی تھی۔ اس کے تمام خواب چکنا چور کرنے کا سبب بن گئی تھی۔

کیا تم ایک دوسرے کو جانتی ہو صفیہ نے اپنی بھانجی صائمہ سے پوچھا تھا۔ جبکہ گوری
چائے بنانے میں
مصروف ہو چکی تھی۔

جی ہاں یہ محترمہ ہماری کلاس فیلو ہیں بلکہ اپنی عادت اور مزاج کی وجہ سے سارے کالج
میں جانی پہچانی جاتی تھیں۔ ممانی جان ان کے آجانے سے آپ کے گھر میں تو خوب ہی رونق
ہوگئی ہوگی۔ ہر وقت ان کی حرکتوں کی وجہ سے خوب قہقہے لگانے پر مجبور ہو جاتے ہوں گے۔

اسے کیا مطلب ہے بھئی وہ پوری طرح متوجہ ہوئیں تھیں۔ اور باقی سب کا بھی یہی حال
تھا۔ صائمہ نمک مرچ لگا کر ایسے قصے سنانے لگی کہ سے پوری طرح سے احمق ثابت کیا جا
سکے۔ باتوں کے دوران وہ خوب ہنس رہی تھی۔

ستان نے گوری کی طرف دیکھا تو یوں لگا، وہ بالکل سن ہی نہیں رہی ہو صفیہ طنزیہ انداز
میں سے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ اور وہ بڑے سکون سے کیک کے پیس بنا رہی تھی۔ چائے سرو
کرنے کے بعد وہ کچن میں چلی گئی کی وجہ کچھ ہی دیر بعد کھانا میز پر لگانا تھا۔

یہ لوگ شام تک یہیں رہے۔ اور اس نے تمام وقت کچھ تو کاموں کی وجہ سے اور کچھ صائمہ
کی باتوں سے بچنے کے لیے کچن میں گزارا۔ اقصیٰ سے بتا چلی تھی کہ وہ صائمہ کی شادی ستان
سے کرنا چاہتے تھے اور اب ستان کی ماں ہر وقت جتاتی رہتی ہیں کہ تم یہاں ہمیشہ کے لئے نہیں
لائی گئیں ہم ستان کی دوسری شادی ضرور کریں گے۔

اگر مجھے یہاں سے جانا ہی ہے۔ یہ گھر میرا ہو نہیں سکتا تو پھر میں یہاں کیوں کسی نے
ان کی ملازمہ بنی ہوئی ہوں۔ جو ستم کل مجھ پر ہونا ہے وہ آج کیوں نہیں۔ آج گر اس گھر کو
چھوڑوں گی تو کچھ بن ہی جاؤں گی۔ تعلیم مکمل کر کے اپنے پیروں پر کھڑی ہو سکوں گی مگر دیر
میرے لیے نقصان کا باعث ہوگی مجھے ایک بار پھر اسی ماحول میں لوٹ جانا چاہیے جو کبھی بھی
میرے لئے آئیڈیل نہیں رہا۔ جہاں میرا کچھ بھی نہیں ہے۔ مگر میں وہاں قید بھی نہیں اور میں
آزادی سے سانس لے سکتی ہوں۔

صفیہ اس کے میکے والے کبھی پوچھنے آئے ہیں۔ سے صفیہ کی بھابھی گوری کے بارے میں
بہت سے سوال کر رہی تھی۔ اب ان کا موڈ کافی بہتر تھا کہ صفیہ نے بتایا تھا گوری کو صرف

انتقامی کاروائی کے لیے یہاں دیا گیا ہے۔ اور بہت جلد اسے چلتا کریں گے۔

ان لوگوں کے رویے پر تو میں بھی حیران ہوں۔ پٹ مر لڑکی کی خبر نہیں لی۔ اب سوچ رہی ہوں ایک دو روز کے لیے اسے میکے بھیجوں گی۔ تاکہ یہ بتائے تو کہ سسرال میں اس کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے۔

فون نہیں آئے ان لوگوں کے

نہیں نہ کبھی انہوں نے زحمت کی ہے نہ اسے خیال آیا ہے۔ وہ کچھ جھنجھلاہٹ میں تھیں گوری کی اس بے نیازی پر۔

پھوپھی جان یہ بہت ہی لڑکی ہے۔ بے حس اور ہٹ دھرم۔ اپنی مرضی کرنے والی۔ کسی کی باتوں کی اسے کوئی پروا نہیں ہوتی۔ آپ نے سنان کی شادی اس سے کر کے بہت غلطی کی ہے۔

خیر طلاق کا لفظ تو ضدی سے ضدی عورت کو بھی قدموں میں ڈھیر کر دیتا ہے۔ جس خاندان میں طلاق یافتہ لڑکی ہو، وہاں اس کا دکھ نسلوں تک محسوس کیا جاتا ہے۔ میں گوری کو یہ داغ ضرور لگاؤں گی۔

یہ سنان کے قابل ہی نہیں ہے۔ صفیہ نے منہ بنایا۔

صبح ناشتے کی میز پر صفیہ نے اس سے کہا تھا۔ تم تیاری کر لو دو تین روز کے لیے تمہیں میکے بھجوا رہی ہوں۔ سنان نے سوالیہ نظروں میں اس کی جانب دیکھا۔

تم نہیں صرف گوری جائے گی ڈرائیور کے ساتھ۔ انہوں نے اس کا سوال سمجھ لیا تھا۔

گوری نے کمرے میں آ کر خاصا بھاری بیگ تیار کر لیا کہ وہ اب واپسی کا ارادہ نہیں رکھتی تھی۔ فیصلہ مشکل اور کڑا تھا مگر وہ تو بچپن سے تپتی دھوپ کی عادی تھی اور جان پر بہت عذاب سہے تھے۔ اس نے یہ جان لیا ساری عمر بھی ان کی خدمت کرتی رہے تو دل موم نہیں ہوں گے۔ وہ صرف انتقامی کاروائی کے لیے

لائی گئی ہے۔

اتنا بھاری بیگ صفیہ نے اس کے سامان کو حیرت سے دیکھا۔

جواب کی اس نے ضرورت نہیں سمجھی، بغیر کچھ کہے بیگ اٹھا کر باہر نکل گئی اس کی بدتمیزی پر صفیہ کا بلڈ پریشر بڑھنے لگا گھر میں صرف اقصیٰ ہی تھی وہ اسے آوازیں دینے لگیں ساتھ میں گوری کی اس بدتہذیبی پر برا بھلا کہنے کا سلسلہ بھی جاری تھا۔

وہی گھر، وہی لوگ یہاں رخصت ہوتے ہوئے کتنے خواب تھے اس کی آنکھوں میں، وہ کیا کیا سوچ کر گئی تھی اور آج کس دل کے ساتھ واپس آئی تھی۔

گوری آئی ہے، گوری آ گئی، اماں گوری ہمارے گھر آئی ہے۔

ارے اس قدر پذیرائی، ہر طرف اس کا نام تھا اور سب کتنی خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ وہ حیران سی برآمدے میں کھڑی تھی۔ اور اپنے نام کی پکار پر کچھ مبہوت سی تھی۔

ارے تم کہیں نہیں رک گئیں چھوٹی ممانی نے آ کر زبردستی گلے لگا لیا۔ حال پوچھا پھر

انعم کو آوازیں دینے لگیں کہ آ کر اس کا سامان اندر رکھو۔

اور سات دن کے بعد چکر لگا ہے ہم نے دو بار فون کیا مگر شاید فون خراب تھا لوگوں کا۔

بڑی ممانی بھی لپک جھپک آ گئیں تھیں، اماں کے کمرے میں پہنچنے سے پہلے پہلے رشی سعدیہ اور ناہید بھی اس سے مل چکی تھیں۔

انعم باہر جا کر شان کو تو دیکھو۔ گوری تم رہی نا، بھوں کی بھوں سے باہر ہی چھوڑ کر خود اندر آ گئیں، کیا سوچتا ہوگا وہ۔

ممانی صالحہ آج ہر بات مسکرا مسکرا کر کر رہی تھیں۔

وہ تو نہیں آئے، میں ڈرائیور کے ساتھ آئی تھی اور وہ واپس جا چکا ہے۔

اچھا مگر وہ کیوں نہیں آیا، سب کے جوش پر اوس پڑ گئی تھی۔

کام تھا نہیں۔ اس نے مختصراً کہا۔

ہاں بھئی بڑے لوگ ہیں مصروفیت تو ہوگی تم

pg62

بھئی اب بڑی بیگم صاحبہ بن گئی ہو۔ میکے آنے کو تو دل ہی نہیں چاہتا۔

دل کیوں چاہے گا، اب یہ بڑے لوگ ہو گئے ہیں۔

اس میں بڑائی کی کیا بات ہے، اتنا اچھا عہدہ، عزت مرتبہ، یہ قسمت والوں کو ملتا ہے۔

وہ تو اب ہمیشہ یہاں رہنے کے لئے آئی تھی مگر وہ ہی روز میں ان کے رویے سے کچھ سوچنے پر مجبور کر گئے۔ کتنی عزت دے رہے تھے وہ اسے اور وجہ صرف شان تھا۔ بڑی اور چھوٹی ممانی نے الگ الگ اس سے اپنی بیٹیوں کے رشتے کی بات کی تھی اور جواد کے لیے چاہ رہی تھیں اور یہ بھی کہہ رہی تھیں کہ اگر وہاں کام نہ بن سکے تو کہیں اور دیکھو آخر شان کے ملنے والوں میں بہت اچھے گھرانوں کے لوگ شامل ہوں گے۔ وہ ہر بات کے جواب میں اثبات میں سر ہلاتی رہی، اور اپنی سوچوں میں گم رہی۔ اماں نے ایک بار بھی یہ نہیں پوچھا کہ تم وہاں خوش تو ہو بس بار بار یہی کہتی رہیں۔

شکر ہے تم اپنے گھر کی ہو گئیں۔ تمہاری بڑی فکر تھی مجھے، بہت بوجھ تھیں تم میرے لئے۔ اب تو اتنے بڑے افسر کی بیوی ہو۔ آج نہیں تو کل اللہ اولاد کی نعمت عطا کر دے گا پھر تمہاری زندگی مکمل ہو جائے گی، اولاد بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ عورت کے کمزور وجود کو طاقتور بنا دیتی ہے۔

وہ رات سونے کے لئے لیٹی تو دن بھر کے جملے اس کے ساتھ ساتھ ہوتے۔

شان تم میرے بن کے بھی میرے نہیں ہو مگر تمہارے نام نے مجھے کس قدر عزت دے دی ہے۔ میں کتنی معتبر ہو گئی ہوں۔ کل جو لوگ میرا مذاق اڑاتے تھے۔ مجھے ذرا بھر اہمیت دینے کے قائل نہیں تھے۔ آج وہ مجھ سے رشتہ داری پر فخر محسوس کر رہے ہیں۔ میرے ساتھ اپنائیت اور محبت سے پیش آنے پر مجبور ہیں۔ اگر تم جان جاؤ کہ انجانے میں تمہارا وجود مجھے کتنی بڑی سعادت بخش رہا ہے تو کیا حال ہو تمہارا، شاید جل بھن جاؤ گے۔ وہ اکیلی ہی لیٹی

اس تصور سے لطف لے رہی تھی اور لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی تھی۔

صفیہ نے سوچ لیا تھا کہ اب گوری کو واپس نہیں بلوائے گا، وہ انتہائی بدتمیز لڑکی ہے اسے ان بدتمیزیوں کا مزہ چکھانا چاہیے بس وہ اب اس گھر میں نہیں آئے گی۔ طلاق نامہ بھجوا دیا جائے گا۔ مگر خدا کو کچھ اور منظور تھا اچانک ہی ان کے گردے میں تکلیف شروع ہو گئی۔ ہاسپٹل ایڈمٹ ہونا پڑا۔ صفیہ تو تھی ہی کام چور اور دوسری دل کی کمزور نہ ہاسپٹل ان کے ساتھ رہ سکتی تھی نہ گھر کا کام سنبھال سکتی تھی۔ صائمہ کو بلوایا تب ستان اور سب کو اندازہ ہوا وہ اتنی سگھڑ ہرگز نہیں، جتنا ظاہر کرتی رہی ہے۔ آخر ستان اسے لینے ماں کے گھر آ پہنچا۔ اس کی آمد نے وہاں ہلچل مچادی۔ ہر شخص پر تپاک سے ملا جب کہ وہ کسی اور سلوک کی امید لے کر آیا تھا۔ صفیہ کی حالت کا بتا کر گوری سے چلنے کو کہا۔ وہ فوراً تیار ہو گئی۔ گھر آئی تو صائمہ یہاں موجود حال سے بے حال کچن کا کام کر رہی تھی۔

چلو اب تم نکلو کچن سے ہماری بھابی آ گئی ہیں۔ جو وہ گوری کو دیکھ کر بہت خوش ہوا تھا۔

شام کو جب ستان گوری کی ساتھ ہاسپٹل پہنچا تو وہاں گوری کے میکے والے موجود تھے۔ صفیہ اپنی بیماری سے پریشان پیلی رنگت کے ساتھ کچھ خوفزدہ سی بستر پر پڑی تھیں۔ کیا زبان کے جوہر دکھا گئیں۔ کچھ دیر بیٹھ کر وہ لوگ چلے گئے۔

مجھے چھٹی کب ملے گی بہت دل گھبراتا ہے یہاں پر۔

بس اب چند روز کی بات ہے پھر آپ گھر آ جائیں گی۔ وہ ان کو تسلی دیتا رہا۔ گوری خاموش سر جھکا کر ادھر ادھر دیکھتی رہی۔

یہ کب آئی؟ سچ تو یہ ہے کہ گوری کی آمد سے انہوں نے اطمینان کا سانس لیا تھا۔ چلو کوئی گھر سنبھالنے والا تو آیا ہے۔

یہ آج صبح آئی تھی۔ ستان بتا نہیں سکا کہ میں خود جا کر لے آیا ہوں۔ اس کے آنے کے بعد بھی صائمہ وہیں موجود رہی۔ اس کی کی بھی آتی رہیں۔ صائمہ کا انداز مالکوں والا تھا۔ یقیناً وہ گوری کو یہاں چند روز کی مہمان تصور کرتی تھی اور خود کو مالک سمجھ رہی تھی۔

اے چائے تو بنا دو۔ اخبار دیکھتے ہوئے اس نے گوری کو حکم دیا۔

کیوں تمہیں چائے بنانا نہیں آتی۔ گوری کا مزاج عود کر آیا تھا۔ صائمہ نے اسے یہاں چپ چاپ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ اسے جواب حیران کر گیا۔

تمیز سے بات کرو۔ وہ چاہنے کے باوجود ایک طمانچہ رسید نہیں کر سکی کہ گوری بہرحال ایسی شخصیت کی تو ضرور تھی کہ غصے میں چھوٹے قد کی دھان پان صائمہ کو دن میں تارے دکھا سکتی تھی۔ کالج میں لڑکیاں اس کے عجیب و غریب مزاج کے بارے میں کافی باتیں کیا کرتی تھیں۔

کان کھول کر سن لو میں بدتمیز لوگوں کے ساتھ تمیز سے بات نہیں کیا کرتی۔

وہ یہ کہہ کر مڑی، اور ستان سے ٹکرا کر گرتے گرتے بچی۔ مگر جلد ہی سنبھلی اور سر جھٹک کر گویا دونوں کو بھاڑ میں جھونکتی کمرے سے چلی گئی۔

اسے بات کرنا بھی نہیں آتی جاہل بیوقوف عورت۔ ستان کو دیکھ کر صائمہ شکایت کرنے لگی تھی۔

یہ تم دونوں کا آپس کا معاملہ ہے مجھ سے مت کہو۔ وہ تو مکمل طور پر غیر جانبدار تھا۔ صائمہ کو مایوسی ہوئی۔ غصہ بھی آیا اس پر بولی۔

آ لینے دو پھوپھو کو ایک ایک بات بتاؤں گی۔

نہیں خبردار جو تم نے ان سے کچھ کہا۔ وہ پہلے ہی بیمار ہیں اور اپنی بیماری سے گھبرا گئیں ہیں۔ تم چھوٹی چھوٹی باتیں بڑھا چڑھا کر بیان کرو گی اور انہیں مزید پریشان کرو گی۔

کیا، کیا مطلب ہے میں بات بڑھا چڑھا کر بیان کروں گی گویا غلط بیانی سے کام لوں گی۔ وہ چیخنے لگی۔

تھی۔

یہ بات ہے ہی معمولی، تم دونوں کی آپس کی جھڑپ ہے، میری ماں کو کیوں بیچ میں لاتی ہو۔ اس کا رویہ دیکھ کر وہ خاموش ہو گئی مگر دل میں ٹھان لی پھوپھو آجائیں ضرور بتاؤں گی۔

وہ جیسے اس کے دل کی بات جان گیا تھا۔

صائمہ اسی روز واپس چلی گئی۔

امی جلدی سے ٹھیک ہو کر گھر آجائیں پھر میں اس گھر کو خوشیوں سے بھر دوں گا۔ جو وہ شام کی چائے کے دوران۔ ستان اور اقصیٰ کو بتا رہا تھا۔

وہ کیسے گوری بھی نہیں۔

روبی کو گھر لا کر تو دکھائیے۔ اقصیٰ نے کہا۔

یہ روبی کون ہے گوری کچھ کچھ سمجھ تو گئی تھی مسکرا کر پوچھنے لگی۔

روبی ہماری چچازاد ہے اور ستان کی منگیتر ہے۔ ان کی منگنی، امی کی ضد پر دو سال پہلے ہو گئی تھی۔ مگر امی کہتی تھی جب تک میرے ستان کی شادی نہیں ہو جاتی۔ چھوٹے کی بھی نہیں کروں گی۔

تم لوگوں نے کبھی ذکر ہی نہیں کیا۔ جملہ اس کے لبوں سے پھسلا مگر جلد ہی سنبھل گئی اور بات بدل کر بولی۔ میرا خیال ہے امی کل تک گھر آجائیں گی اور پھر شاید تم پرسوں اس گھر کو خوشیوں سے بھر دو گے۔

نہیں۔ الہ دین کا چراغ تو ہے نہیں کہ رگڑ کر جن حاضر کروں اور اس سے کہوں روبی کو دلہن بنا کر اس گھر میں لے آؤ۔ آخر کچھ وقت تو لگے گا ہی۔

ویسے بھائی دیکھی آپ نے روبی اور اس کی والدہ کی بے حسی، امی ہاسپٹل میں ہیں، فون تک نہیں کیا۔

تم نے اطلاع دی تھی انہیں۔ جو دو نے چوٹ کرنے کے انداز میں پوچھا۔

نہیں میرا خیال تھا کہ آپ دے چکے ہوں گے۔

ہونہہ خود ہی سے اخذ کر لیا اور لگیں ان کی برائیاں کرنے، یہ تو تم لوگوں کی بس عادت

سے میں

بڑا ڈھنگ ہوں نہ خود چین سے جیتا ہے نہ کسی کو جینے دیتا ہے۔ وہ چائے پی چکا تھا کپ رکھ کر اٹھ کر چلا گیا۔

دیکھا آپ نے ان کا رویہ، ابھی سے ان لوگوں کے غلام ہو رہے ہیں اس گھر میں آ جائے گی پھر تو پتا نہیں کیا حال ہوگا ان کا۔ امی تو روبی کو بالکل پسند نہیں کرتیں مگر جواد بھائی نے ضد ہی پکڑ لی تھی اس لیے منگنی کرنا پڑی مگر روبی کو بہو بنانے کا امی کوئی ارادہ نہیں رکھتیں۔

اقصیٰ سے بتا رہی تھی اور وہ پوری طرح اپنی چائے اور سموسے کی جانب متوجہ تھی۔ جہنم میں جائیں اس گھر کے مسئلے مسائل بھلا مجھے کسی نے کچھ دیا ہے۔ جو میں ان کے لیے درد مند دل رکھوں۔

روبی اتنی خوبصورت نہیں مگر ہے تیز لڑکی، قابو کر لیا ہے جواد کو پنڈی میں رہتی ہے۔ اکثر فون کرتی ہے جواد کو مگر اب امی کی بیمار ہوئیں ہیں تو انہیں ایک بار بھی فون کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی بس سب کچھ جواد بھائی سے کہہ سن لیا ہوگا۔ سچ ہے جواد جیسے عقل کے اندھوں کی بیویاں ہی سسرال والوں کے سر پر سوار ہوتی ہیں۔

تو اور کیا اب شان بھی تو ہیں، کتنے عقلمند ہیں۔ گھر والوں کو بیوی کے سر پر چڑھا رکھا ہے۔

اس نے چابک سی یہ جملہ کہا۔ اقصیٰ کچھ چونکی پھر برا سا منہ بنا کر چائے پینے لگی۔

صائمہ نے بتایا تھا۔ آپ خاصی خود سر اور منہ پھٹ واقع ہوئی ہیں۔

صائمہ مجھے کیا جانتی ہے، میں اس سے کئی زیادہ ہوں۔

پھر یہاں جنگلی بلی بنی کیوں رہتی ہیں

گوری نے جواب نہیں دیا۔ یوں ظاہر کیا کہ وہ جواب دینا ضروری سمجھتی ہی نہیں۔ اس کے بعد دونوں طرف خاموشی چھا گئی۔ اقصیٰ کو اس کا جواب نہ دینا برا لگا تھا اور گوری سوچ رہی تھی کہ اس کو کیسے بتاؤں یہ کمزور سا بندھن میرے لیے کتنی اہمیت رکھتا ہے۔ شاید اس کا اتنی شدت سے مجھے بھی پہلے اندازہ نہیں تھا۔ مگر اب جب میکے گئی ہوں تو سمجھ آئی ہے مجھے اسی حوالے

سے پہچانا جاتا ہے۔ اور یہ حوالہ مجھے بہت معتبر بنا گیا ہے۔ بس اب میں یہی دعا کرتی ہوں۔ خدایا یہ آخری پناہگاہ میرے لئے مستقل بنا دے کہ یہاں سے باہر میرے لئے کچھ بھی نہیں۔

صفیہ گھر واپس آ گئیں۔ اقصیٰ سے صائمہ کے چلے جانے کا پتا چلا، وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔ چچی نے یہ بھی بتایا۔ عیادت کو بہت سے لوگ آتے رہے اور انہیں بھابی ہی اٹینڈ کرتی رہیں۔

تم جانتی ہو میں شان کی دلہن کے حوالے سے گوری کو زیادہ لوگوں کے سامنے لانا نہیں چاہتی پھر بھی تم نے اسے سب سے ملوا دیا۔

آپ کو پتا تو ہے مجھے، الجھن ہونے لگتی ہے۔ ابھی ایک آ رہا ہے اسے بیماری کی تفصیل بتا رہی ہوں پھر دوسرا آ رہا ہے اب دوبارہ سے شروع کر رہی ہوں اور اس کے بعد تیسرا اف مجھ

میں اتنا اسٹیمنا نہیں ہے۔ ویسے بھابی نے سب کچھ بڑے بہتر طریقے سے کر لیا تھا۔

مت کہا کرو اسے بھابی بس اب چند روز کے لئے ہی ہے وہ اس گھر میں پھر میں اپنے ستان کے لیے چاند سی دلہن لاؤں گی۔

وہاں ممی آپ کی اس بات سے یاد آیا آجکل جو وہ بھائی شادی کے لیے پر تول رہے ہیں، کہہ رہے تھے ممی گھر آجائے پھر اس موضوع پر تفصیل سے بات ہوگی۔

ہاں میں بھی اس کی اب تک کی خاموشی پر حیران تھی اور سوچ رہی تھی شاید روبی کا بھوت سر سے اتر گیا ہے مگر یہ بڑے ضدی اور اٹل ارادے والا لڑکا۔ روبی کو اس گھر میں لا کر ہی دم لے گا۔

اقصیٰ نے غلط نہیں کہا تھا۔ جو وہ تو تیسرے ہی دن ان سے اس موضوع پر بات کر رہا تھا۔

ابھی میری صحت اجازت نہیں دیتی۔

آپ کو کرنا ہی کیا ہے۔ بہانے مت بنائیں۔

کیا مطلب ہے تمہارا۔ میں تم سے جھوٹ بول رہی ہوں وہ بری طرح تپ گئی تھیں۔

بڑا بیٹا جتنی عزت دیتا تھا چھوٹا اتنا ہی بدلحاظ تھا۔

بس پھر آپ چچا کو فون کر کے شادی کی تاریخ طے کر لیں تیاری کی فکر نہ کریں میرے دوست تنویر کی بیگم اس کام میں ماہر ہیں۔ ساری شاپنگ کر دیں گی۔

ہاں ماں کی خریدی چیزیں تمہیں پسند ہی کہاں آئیں گی۔

ہاں میں ویسی بری، ہونا بھی نہیں چاہتا جیسی بھابی کی تیار ہوئی تھی۔

دماغ خراب ہے جو ویسی بناؤں گی۔ ستان کی مرتبہ بات اور تھی۔

گوری کو اس گھر سے بھیجنے کا معاملہ ایک دفعہ پھر کھٹائی میں پڑ گیا کہ شادی کے سلسلے میں کام بہت تھے۔ ان کی طبیعت اب ٹھیک نہیں رہتی تھی۔ بھاگ دوڑ کے کام تو دور کی بات وہ تو زیادہ دیر بیٹھنے سے ہی تھک جاتی تھیں۔ اقصیٰ ابھی تک بچی بنی ہوئی تھی۔ سو ساری ذمہ داری گوری پر تھی۔ انہوں نے مہمانوں کی لسٹ بھی دی۔ اس سے حویلی والوں کا اور اس کے میکے والوں کا نام نہیں لکھا۔ شاید وہ کچھ کہے غصہ یا دکھ کا اظہار کرے مگر ایسا کچھ ہوا نہیں۔

اقصیٰ اپنے اچھے جوڑے بنوا رہی تھی۔ گوری سے کسی نے نہیں کہا تم بھی زیادہ نہیں تو ایک ہی بنوا لو چونکہ وہ جو وہ کی شادی میں بہت دلچسپی لے رہی تھی۔ اور اس کی خواہش تھی کہ اچھے کپڑے پہنے۔ یہی سوچا تھا جو ساڑھی ہے وہ مہندی کے روز اور اپنی شادی کا جوڑا شادی کے روز پہنوں گی۔

مجھے ساڑھی بہت پسند ہے پتا نہیں پہن کر کیسی لگوں گی۔ ساتھ میں میچنگ کی چوڑیاں نہیں ہیں۔ سہاگنوں کی کلائیاں تو چوڑیوں سے سجی ہی اچھی لگتی ہے۔ مگر میرے پاس اتنے پیسے بھی تو نہیں ہیں کہ چوڑیاں خرید سکوں اگر ستان سے کچھ پیسے مانگ لوں تو اس سوچ پر وہ ذرا تھم سی گئی، ہاں ایسا ہو تو سکتا ہے۔ اس میں حرج تو کوئی نہیں یہ میرا حق ہے۔ مگر مانگوں تو کیسے مانگوں مجھے طریقہ نہیں آتا۔ ماں کے سوا میں نے کبھی کسی سے کوئی فرمائش نہیں کی اور اماں

سے بھی منت سماجت کر کے تو کچھ نہیں لیا۔ ہمیشہ اتنا ہی کہا یہ فلاں
چیز کی ضرورت ہے۔ اگر انہوں نے پوری کر دی تو ٹھیک ہے ورنہ بار بار دہرانا ضد کرنا تو
میں نے سیکھا ہی نہیں۔ اب شان سے کیسے مانگوں صاف کہہ دوں گی مجھے کچھ پیسے چاہئیں اور
میں جو مانگ رہی ہوں تو اس لیے کہ یہ میرا حق ہے۔

مگر سوچنے اور عمل کرنے میں بہت فرق تھا۔ شان رات کو دیر سے گھر لوٹا تھا۔ اس روز
وہ منتظر میں جاگتی رہی وہ آیا کپڑے تبدیل کر کے بستر پر لیٹ گیا اور دایاں بازو آنکھ پر رکھ
لیا۔

جیسے گوری کا حلق خشک ہونے لگا تھا۔

ہوں وہ اسی انداز میں لیٹے ہوئے بولا تھا۔

کیا آنکھوں میں درد ہے کہنا کچھ تھا اور منہ سے نکلا کچھ۔

سو جاؤ چپ کر کے۔ انداز میں تھکن تھی اور شاید کسی حد تک چڑ بھی۔

سوئی رہی تھی۔ اس کے انداز نے دل جلا دیا۔ اب مانگنا اپنی توہین محسوس ہوئی۔ کروٹ
بدل کر لیٹ گئی۔ وہ شاید بہت تھکا ہوا تھا تو اور دیر بعد ہی سو گیا مگر گوری کو نیند نہیں آئی۔

میں چوڑیاں ضرور لوں گی۔ اس پر ضد سی سوار ہونے لگی۔ ان کی امی چاہتی بھی ہے کہ
میں ہر کسی کے سامنے فقیرنی دکھائی دوں۔ وہ سب کو یہ بتانا چاہتی ہیں کہ بہو ہونے کے باوجود
میری حیثیت ایک ملازمہ سے بڑھ کر ہرگز نہیں ہے۔ اور یہ بھی کہ وہ مجھے زیادہ دیر یہ گھر میں
ہرگز نہیں رکھیں گی۔ اور مجھ سے یہ آخری پناہ گاہ بہت جلد چھین لیں گی۔ کیوں بھلا وہ کون ہوتی
ہیں چھیننے والی، طبیعت خراب ہے سو بیماریاں جان کو چمٹی ہوئی ہیں مگر یہ خیال نہیں آتا کہ زندگی
کا کیا بھروسہ کسی کی دعائیں ہی لیتی جاؤں آخر وہ بھی تو اس گھر میں بہو بن کر ہی آئی ہیں کون
سا یہاں پیدا ہوئی ہیں مگر کیسے مالک بن بیٹھی ہیں اور میں جو اسی حیثیت کی مالک ہوں، میرا
کوئی مقام نہیں، اور پھر کانوں میں اماں کے الفاظ گونجنے لگے۔

وہ تمہارا گھر نہیں تمہاری سسرال ہوگی بس تم اس کی حکومت
کو تسلیم کر لینا اور ہر بات مانتی رہنا۔ تم اس گھر کی مالک تب ہوگی جب تمہارے بچے
اس قابل ہو جائیں گے۔ اور تمہارے سائے میں بیٹھنے کے بجائے تمہیں اپنے سائے میں پناہ
دے سکیں۔

یوں تو بہت دیر ہو جائے گی اماں اس نے تھوڑی مایوسی سے کہا تھا۔

ہاں گوری دیر تو واقعی ہو جائے گی اور ایسا صرف تمہارے ساتھ تو نہیں ہوگا سب کے
ساتھ یہی ہوتا آیا ہے۔ حکومت کے لئے بہت انتظار کرنا پڑتا ہے۔ یوں سمجھو تیز دھوپ میں
ننگے پنڈے چلنا پڑتا ہے۔ بس تم اپنی نگاہوں کے سامنے آنے والے وقت کی خوبصورت تصویر
رکھو۔ اور اگر ایسا نہیں کرو گی تو راستے میں ہی تھک جاؤ گی۔

ہاں کتنا سچ کہا تھا اماں نے۔ واقعی یہ بچوں والی ہیں۔ ان کے بچے اس قابل ہیں کہ ان
کے سائے میں بیٹھنے کے بجائے انہیں اپنی پناہ میں لے سکیں اور میں، ابھی منزل سے بہت دور

ہو۔

مجھے اس کی سوچ الجھنے لگی۔ ایک نظر اپنے بہت قریب مگر دسترس سے دور بہت دور سونے والے اس مرد پر ڈالی جو بظاہر اس کا ہے۔ مگر پھر بھی اس کا نہیں ہے۔

مجھے ہاں مجھے بچے چاہئیں۔ میں مکمل ہونا چاہتی ہوں۔ میں ایک مرد گھر چاہتی ہوں جسے میں اپنا کہہ سکوں۔

سنیں میری بات سنیں۔ وہ سوتے ہوئے سنان کے شانے پر ہاتھ رکھ کر اس پر جھکی ہوئی پکار رہی تھی۔

وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ کچھ دیر تو آنکھیں ہی جھپکتا رہا۔

تم۔ وہ حیران تھا جیسے کوئی غیر عورت رات گئے چپکے اس کے کمرے میں آ گئی ہے۔ گوری کا شانے پر ہاتھ رکھ کر جھک کر اسے پکارنا بھی بالکل اتنا ہی حیران کن تھا۔

وہ مجھے نیند نہیں آ رہی۔ عورت کی نسوانیت نے دہائی دی اور انا بھی راستے میں آ گئی۔ زبان وہ کہہ نہیں سکی۔ جو کہنا چاہتی تھی۔

تو میں کیا کروں ہٹو پیچھے۔ اس نے بیدردی سے ہاتھ پکڑ کر پیچھے ہٹا دیا۔ اور اس کے ہاتھ کی شدید حدت نے گوری کو یہ بتایا وہ یقیناً بخار میں مبتلا ہے۔

آپ کی شاید طبیعت ٹھیک نہیں دوا دوں۔

بہت مہربانی ہوگی اگر مجھے سونے دو۔

وہ کھا کر سو جائے۔ ہمدردی عود کر آئی تھی۔

اس کے کاٹ کھانے والے لہجے کی پرواہ نہیں کی۔ لے دے پاپا دوا بھی اور کھانا بھی کھا کر آیا ہوں۔ براہ مہربانی آپ میری اتنی فکر نہ کیا کریں۔

ہیں میری اتنا خیال رکھتے ہیں تو تھوڑا بہت فرض تو میرا بھی بنتا ہے۔

انداز سادہ مگر لفظ تو بتا رہے تھے کہ کیسے وہ کس موڈ میں بول رہی ہے مگر سنان کی طبیعت واقعی خراب تھی۔ غور نہیں کر سکا پھر سے آنکھوں پر بازو رکھ کر لیٹ گیا۔

اور گوری حساب کرنے لگی۔ تقریباً چار پانچ ماہ تو ہو ہی گئے ہیں ہماری شادی کو۔ کیا پتہ خوشخبری وجود میں آ چکی ہو اور میں ہی بے خبر ہوں مجھے چیک اپ ضرور کروانا چاہئے۔ یہاں ایک پرائیویٹ کلینک نزدیک ہی تو ہے۔ کسی روز جاؤں گی مگر فیس تو میرے الاؤنس جیسا ہی کتنی بڑی پر جلم بن جاتا ہے۔ اب اس نے بھی آنکھوں پر بازو رکھ لیا۔

بری میں ایک سے ایک جوڑا تنویر کی بیگم بنوا رہی تھیں۔ جب بھی تیار ہو کر کوئی سوٹ ان کے ہاں آتا گوری کہیں بھی مصروف ہوتی سارے کام چھوڑ کر دیکھنے چلی آتی۔

کتنے پیارے کپڑے ہیں میں نے بھی ایسے ہی کپڑوں کی آرزو کی تھی۔ مگر نہ بری میں کوئی ایسا جوڑا آیا نہ جہیز میں ملا بس میرا نصیب ہی خراب ہے۔ اقصیٰ کہتی ہے روپی کوئی خوبصورت لڑکی تو نہیں ہے مگر جو دکی تو جیسے جان ہے اس میں، ابھی شادی میں کتنے دن باقی ہیں اور اس کی بیقراری چھپائے نہیں چھپتی۔ وہ خوش بھی بہت ہے۔

تم کیا نظر لگاؤ گی ان کپڑوں کو صفیہ نے گوری کو تلنگی باندھے دیکھ تو ڈانٹ کر بولی۔

اوئے ای رہنے دیں کیوں ڈانٹتی ہیں۔ بھابی بیچاری کو تو بری میں ایک بھی ایسا سوٹ نہیں ملا تھا۔ اقصیٰ صاف مذاق اڑا رہی تھی۔

شان اور جو دونوں یہاں موجود تھے۔ شان نے گوری کی طرف دیکھا ای کی بات سن کر اس نے نگاہ کا زاویہ بدل لیا تھا وہ دیوار پہ لگے کیلنڈر کی طرف دیکھ رہی تھی جہاں یک بچے کی تصویر تھی ہنستا مسکراتا بچہ بہت پیارا لگ رہا تھا۔

چلو اب پتہ نہیں کے گھورنے لگیں۔ لڑکی مجھے تو لگتا ہے تم کوئی نشہ وشہ کرنے لگی ہو۔ کثر نوٹ کیا ہے میں نے، اپنے حواسوں میں نہیں ہوتیں۔ چلو یہ کپڑے اٹھاؤ اور احتیاط سے الماری میں رکھو۔

پھر جو کی جانب متوجہ ہوئیں جو اٹھارہ جوڑے تو ہو گئے اب اور کتنے بنواؤ گے صرف اٹھارہ کیا بات کرتی ہیں ای آپ جانتی بھی ہیں روبی جیولری اور کپڑوں کی کس قدر شوقین ہے۔ اور اس معاملے میں اس کی چوائس بھی بہت اچھی ہے۔

شان بھی زیور جتنا باقی ہے تم کچھ رقم بینک سے نکلوا لینا۔ زیور لینے کے لیے میں خود تمہارے ساتھ چلوں گی۔

زیور میں کیا کیا بنوانا ہے، ای اقصیٰ پوچھنے لگی۔

سب ہی کچھ ہار، ٹیکا، بندے، انگوٹھی، اور چوڑیاں اور سنو جو اب زیادہ فرمائش نہیں۔

میں سونے کے صرف دو سیٹ ہوں گے ایک بھاری اور ایک سیٹ ہلکا۔

گوری کپڑے الماری میں رکھ کر باہر آ گئی اور چوڑیوں کا خیال یک دفعہ پھر ستانے لگا۔ جو کی شادی کی کتنی تیاریاں ہیں اور اس کی دلہن کے لئے کیا کیا خریداری ہو رہی ہے۔ شان جو ای کی ہر بات مانتے ہیں۔ شان کی دلہن کے ساتھ کیا کیا۔ بری میں چند سستے سے جوڑے اور زیور کے نام پر ایک ہلکا سا سیٹ مگر ابھی شان کی دلہن آئی کہاں ہے ابھی تو اسے آنا ہے۔ اور ای یقیناً اس کی بری جو کی دلہن سے کئی زیادہ خوبصورت اور قیمتی بنوائیں گی۔ جب شان کی دلہن آ جائے گی پھر میری جگہ کہاں ہو گی۔ یہ تو میں جان چکی ہوں، واپسی کا تو کوئی راستہ نہیں تو کیا مجھے ان سب کی منت کرنا پڑے گی آنسو بہا کر ان سے درخواست کرنا ہو گی کہ مجھے خدا کے واسطے اس گھر میں جگہ دے دو۔ کوئی کوٹھری جہاں میرا پرانا سا بستر ہو اور دو وقت کا کھانا میں تم سب کی خدمت کروں گی اور صلے میں کچھ نہیں چاہوں گی۔

اے بھابھی کیا سوچ رہی ہو سوپ بنا لیا ہے ای کے لئے

اقصیٰ نے پوچھا تو وہ جواب دیئے بغیر کچن میں چلی گئی۔ اقصیٰ کو شدید غصہ آیا ماں کے کمرے میں آ کر بولی۔

پتہ نہیں خود کو کیا سمجھتی ہے۔ بات کا جواب دینا بھی شان کے خلاف سمجھتی ہیں۔ میں نے پوچھا سوپ بنا لیا ہے تو کچھ بھی بولے بغیر خاموشی سے کچن میں چلی گئیں۔

ہے۔ رنگت بھی خوب ہے جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ خالہ حسنہ کے ہاں رنگ تو صاف نہیں ہیں۔ یہ تو کسی میم کی بیٹی دکھائی دیتی ہے۔

خورشید سے تعریف ہو رہی تھی۔ صفیہ کو یہ باتیں اچھی نہیں لگیں بولیں۔

اس کی صورت دیکھ کر میرے دل پر جو گزرتی ہے، وہ میں ہی جانتی ہوں۔ ہائے زاہدہ کی مظلومیت یاد آتی ہے تو کلیجہ کٹتا ہے میرا۔ کس قدر ظالم اور سفاک لوگ تھے۔ قدر نہ کی میری دستے گنوں والی بہن کی۔ بس قسمت خراب تھی ان لوگوں کی۔ چاند کو مٹی میں رول دیا اور کون سا سکھی رہے۔ سنا ہے دوسری بیوی انگلیوں پر نچاتی تھی اور پھر آہیں بھر بھر کر زاہدہ کو یاد کرتے تھے۔ اسی پر بس نہیں ہوا۔ خدا کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے۔ حسنہ بیگم پر تو وہ قہر ٹوٹے، پہلے میاں فوت ہوئے پھر جوان بیٹی چل بسی۔ یہ گوری اسی بیٹی کی اولاد ہے کہہ رہی تھیں بڑے پیار سے پالا ہے۔ کلیجے سے لگا کر رکھا ہے ہم سب نے اسے، میں نے دل میں سوچا ہم کو زاہدہ کیا کم پیاری تھی، ہم سب کی آنکھ کا تارا، دل کا قرار تھی وہ مگر تمہارے ہاں آ کر دن رات رونا اس کا مقدر بن گیا تھا۔

آج کیا پک رہا ہے پھوپھو جان کو اپنی بھاوج کی بہن سے بھلا کیا ہمدردی اور دلچسپی ہو سکتی تھی۔ یوں بھی صفیہ اپنی زبان کی تیزی کے باعث سسرال میں کچھ اچھی نظر سے نہیں دیکھی جاتی تھیں، ان کا تو یہی خیال تھا جیسی صفیہ ہے، ویسی ہی زبان دراز اس کی بہن زاہدہ ہوں گی۔ اب ہر کوئی ہمارے بھائی کی طرح سیدھا اور شریف نہیں ہوتا کہ ہر حال میں نباہ کرے چھوڑ دیا ہوگا تنگ آ گئی۔

آج آلو گوشت اور پالک کی بھجیا بھی بنوایا ہے۔ انہوں نے بدمزہ سا ہو کر نند کو جواب دیا۔ میں اپنی بہن کی دکھی زندگی کے بارے میں بتا رہی ہوں۔ انہیں کھانے کی یاد آ رہی ہے، یہ لوگ ہیں ہی ظالم سخت مزاج کالے دل والے یہ تو میری ہمت تھی کہ گزارہ کر گئی ہوتی، کوئی اور ہر روز نت ذلتی اور وہیں چلی جاتی میرے تو چار، چار بھائی تھے سر آنکھوں پر بٹھاتے مگر اپنے بچوں کی خاطر میں تو یہاں پڑی رہی۔

چاول بھی پکوا لینا میر، روٹی کھانے کا موڈ نہیں ہو رہا۔ نند تکیہ درست کر کے بیٹھتے ہوئے فرمائش کرنے لگیں۔

اچھا ابھی گوری آتی ہے تو کہہ دیتی ہوں۔

گھر کا سارا کام کیا یہی لڑکی کرتی ہے

ہاں تو اور کیا آپ دیکھ ہی رہی ہیں، میری طبیعت ٹھیک نہیں۔ اقصیٰ ہاتھ بٹاتی تو ہے مگر ابھی وہ پڑھ رہی ہے۔ پھر خریداری کا سارا بوجھ بھی اس پر ہے۔ آخر کیا کیا دیکھے وہ۔

تمہارے بھائی اور بھابی بھی تو اسی شہر میں رہتے ہیں اور ان کی ایک بیٹی بھی ہے۔ وہ نظر نہیں آ رہی۔ انداز جتاتا ہوا تھا۔

کوئی اور وقت ہوتا تو صفیہ اچھا خاصا کاٹ دار جواب دیتیں مگر اب وہ بیٹے کی شادی کے موقع پر بد مزگی نہیں چاہ رہی تھیں بولیں۔

میرے بھائی جان کی طبیعت بھی اچھی نہیں رہتی۔ دل کے مریض ہیں شادی سے چند روز پہلے ہی آئیں گے۔

ویسے دل میں حیران تو صفیہ بھی تھیں کہ صوفیہ تو ان کے ہاں بہت آتی جاتی تھی مگر اب جبکہ کام تھا تو نہیں آ رہی تھی انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ شان سے ناراض ہے اور اسی لئے ادھر نہیں آ رہی۔

صفیہ بھی کتنے جوڑے بنائے ہیں ہماری روبی کے لئے

زور ہماری پر تھا صفیہ تلملا گئیں۔ وہ تو اپنی سسرال میں اپنے کسی بچے کی شادی ہی نہیں کرنا چاہتی تھیں مگر یہ جو دو ہمیشہ کا خود سر اپنی مرضی کرنے والا۔ وہ چاہیں کی روبی پسند آ گئی اور ضد پکڑ لی۔ شادی کروں گا تو اسی کے ساتھ اور صفیہ کو ہارنا پڑی، دل سے خوش وہ اب بھی نہیں تھیں۔

اسلام علیکم پھوپھو جان یونیفارم میں ملبوس کیپ ہاتھ میں پکڑے شان ابھی ابھی گھر آیا تھا اور

ان کی آمد کی اطلاع ملتے ہی سلام کو چلا آیا۔

وعلیکم السلام جیتا رہے میرا بچہ، میرے بھائی کی نشانی، ہماری آنکھوں کا تارا، کتنا جچ رہا ہے۔ کیسا پیارا دکھ رہا ہے، ہائے بھابھی۔ تم نے اپنی ضد میں اس کی زندگی برباد کر دی ورنہ اس کی ددھیال میں کتنی ہی لڑکیاں اس کے جوڑ کی تھیں۔ اب طلاق دے بھی دو تو کون اپنی بچی کو دینے پر راضی ہوگا سب ہی ڈریں گے کہ پتا نہیں کیا معاملہ تھا جو طلاق ہوئی۔

معاملہ کیا ہوگا میرا بچہ کتنا نیک اور سیدھا ہے۔ سب ہی کو علم ہے۔ صفیہ کو یہ بات گولی کی طرح لگی تھی۔

یہ تو ہم تم جانتے ہیں نا اور ویسے بھی شادی صرف لڑکے اور لڑکی کی نہیں ہوتی۔ وہ خاندانوں کا ملاپ ہوتا ہے۔ لوگ تو اب شان کے بارے میں نہیں بھی کے بارے میں سوچیں گے اور سچ جھوٹ نہ بلوائے زیادہ نام تو سامنے ہی کا آتا ہے۔

پھوپھو کیا حال ہے آپ کا۔ راشد بھائی اور بھابھی کیسے ہیں وہ آئے کیوں نہیں شان نے موضوع بدلنے کے لیے اکٹھے کئی سوال کر دیے تھے۔

گوری اپنی ساس کو سوپ دینے کمرے میں آئی تو صفیہ نے کہا۔

شان کی پھوپھو کے لیے چاول بھی پکا لینا۔

یہ کیا ہے بھابھی تندی نگاہ ان کے ہاتھ میں پکڑے سوپ کے پیالے کی طرف تھی انہوں نے جواب نہیں دیا۔ جھٹ پیالہ سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر اخبار سے ڈھک دیا کہ نظر لگنے سے نہیں بڑا ڈر لگتا تھا۔

یہ سوپ ہے جب سے یہ ہاسپٹل سے آئی ہیں، روز دن لیتی ہیں خاصی کمزوری تو ہو گئی ہیں بیچاری۔ شان نے سادگی سے کہہ دیا۔

ارے ویسے ہی کمزور ہیں، تم لوگ اس طرح کہہ کر ان کے دل میں بھی وہم ڈال دو گے۔

اچھی خاصی ہیں۔ رنگ بھی کیسے چمک رہا ہے۔ یہ تو اس نے پلنگ سنبھال کر بیٹھ گئی ہیں کہ
خدمت کرنے والے موجود ہیں۔ اب ہمیں دیکھو پتا نہیں کیا کیا روگ لگے

ہیں مگر کر رہے ہیں۔ دنیا کے سارے کام دھندے۔ ارے بہو ایک پیالہ میرے لیے بھی
لے آؤ اور سنو میرے لال شان کو بھی۔ کر رو محنت کرتے ہوئے مرد، صحت کا خیال تو ان کی
رکھنا چاہیے۔

صفیہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ بولیں۔

تمہارا کیا خیال ہے مجھے اپنے بیٹوں سے محبت نہیں ہے۔ میں ان کا خیال نہیں رکھتی

توبہ ہے بھابھی، بات کو کہاں لے گئی ہو۔ میں نے یہ بھلا کب کہا ہے ماں سے زیادہ کون
خیال رکھ سکتا ہے، ویسے تم نے شان کے ساتھ جو زیادتی کی ہے۔ اس نے تو ہم سب کو حیران
کر دیا۔ بہن کا انتقام لینے کے لیے بیٹے کی زندگی برباد کر دی۔ طلاق لفظ تو آسان ہے مگر عمل بڑا
مشکل ہے۔ مرد ہو یا عورت یہ دونوں ہی کے لیے کٹھن مرحلہ ہے۔ اتنے عرصے جانور پالو، وہ
بھی مانوس ہو جاتا ہے اور یہ تو میاں بیوی ہیں۔ ایک چھت تلے رہنے والے دو انسان۔

اتنے میں گوری سوپ لے آئی۔

جب صفیہ کے لیے سوپ بناؤ میرے لیے ضرور بنا لیا کرو۔

جی بہتر اور کچھ؟ اس نے سپاٹ انداز میں پوچھا

اور لب وہ اس کے تیور دیکھ کر حیران سی ہو کر بولیں کہ یوں لگا جیسے وہ طنز کر رہی ہے۔

میرا مطلب ہے ابھی صبح ناشتے پر جوس لیتی ہیں اور پھر گیارہ بجے کے قریب یہ سوپ، شام
کو جب ہم سب چائے پیتے ہیں۔ یہ اوولٹین ڈال کر دودھ پیتی ہیں اور رات کو چکن کا ایک
پیس بھی لے رہی ہیں آجکل۔

ہیں۔ چھا پھوپھو کی آنکھیں پھیل گئیں اور صفیہ کا جی چاہا، گوری کا گلہ دبا دیں۔

جو بھی کھاتی ہوں اپنے بیٹے کی کمائی کا کھاتی ہوں تجھے کیا تکلیف ہے وہ گوری پر چلانے
لگیں۔ اسے سخت برا بھلا کہا۔ خاندان کو بھی گھسیٹ لیا۔ وہ سر جھکائے کھڑی سنتی رہی، پھوپھو
بھی جیسے بھاوج کی زبان و بیان کا مزہ لے رہی تھیں۔

شان البتہ کپڑے تبدیل کرنے کے بہانے اٹھ کر
چلا گیا تھا۔ چیختے چلاتے بے دم سی ہو کر بستر پر لیٹ گئیں تب پھوپھو بولیں۔

یہی سب میرے لئے بھی تیار کر دیا کرو۔ میں تو خود مریض ہوں۔

آنے والے دنوں میں مہمانوں کی تعداد بڑھتی چلی گئی اور ان سب کے لیے گوری کی
ذات ایک معمہ اور گفتگو کے لیے دلچسپ موضوع تھی جبکہ گوری کے پاس اتنی فرصت کہاں تھی
کہ وہ ان کی باتیں سن سکے یا نگاہیں پہچان سکے۔ کون ہمدردی میں بات کرتا ہے کون مذاق کے
رنگ میں اور کس کو یہ فکر کھائے جا رہی تھی کہ طلاق کب ہوگی۔ شان کی پھوپھو بھی بھاوج کو
جلانے کے لیے گوری کا ساتھ دیتیں مگر ہمدردی نہیں گوری سے بھی نہیں تھی، بس یہ سب لوگ
بے مطلب کے تھے اور شاید یہ دنیا اسی کا نام ہے۔

پھوپھو یہ آپ کے لیے ہے۔ اس نے دلیے کی پلیٹ انہیں پکڑائی تو بولیں۔

اور میری بہو تیار ہوگئی ہے۔ پوتا میرے پاس بٹھا گئی ہے۔ تم اس کے لیے فیڈر تیار کر کے لے آؤ۔ وہ اچھا کہہ کر واپس پلٹ گئی۔

اور اس روز بار بار یہ سوال اس کے ذہن میں سر اٹھاتا رہا۔ خودکشی حرام کیوں ہے اور خدا دعا کیوں نہیں سنتا۔

بھابھی میرے دوست آئے ہیں چائے بنا دو۔

جب وہ پھوپھو کو فیڈر تھما کر واپس آئی تھی تب جواد نے پکارا تھا۔

لڑکیاں ڈھولک پر گیت گا رہی تھیں اور اسے اب تک کپڑے تبدیل کرنے کی بھی مہلت نہ ملی تھی۔ سوچا تھا کل مہندی ہے اور پہلے تیار ہو کر پھر ہی کچن کی طرف جاؤں گی۔ کل ساڑھی پہنوں گی پتا نہیں مجھ پر کیسی لگے گی، وہ اتنی تھکن کے باوجود سونے سے پہلے کل کے لیے منصوبہ بنا رہی تھی۔ صبح امی کو جوس دینے ان کے کمرے میں گئی تو وہ دیکھتے ہی بولیں۔

گوری ہم نے شادی پر جو سونے کا سیٹ ڈالا تھا وہ

تو دے کر آؤ۔ وہ واپس ہوئی اور پانچ منٹ میں سیٹ لے کر آئی۔

ٹھیک ہے اب جاؤ۔ انہوں نے ڈبا کھول کر اطمینان کیا اور کہا۔

یہ آپ نے۔ وہ پوری بات کہہ نہیں سکی۔

ہاں یہ ہم نے جیولر سے ادھار لیا تھا۔ اب واپس کر رہے ہیں۔ انداز میں بے نیازی تھی۔ وہ اب کہتی کیا خاموشی سے پلٹ آئی۔

شام کو گلابی ساڑھی باندھی اور زیور کے نام پر وہ ہلکا سا سیٹ پہننے کو نکالا جو اماں نے دیا تھا۔ مگر اس کی قسمت، پہنتے ہوئے لاکٹ کی زنجیر ٹوٹ گئی۔ جی تو یہ چاہا تھا اٹھا کر سب یہ باہر پھینک دے۔ اب صرف کانوں میں چھوٹے چھوٹے ٹاپس نما ایرنگ اور بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں ایک عدد انگوٹھی اس سے کہیں زیادہ سج دھج تو یہاں کنواری لڑکیوں کی تھی۔ وہ بالوں کا جوڑا بنا رہی تھی جب سنان کمرے میں آیا شیشے میں ابھرتے گوری کے عکس کو بغور دیکھا اور پھر کچھ کہے بغیر واش روم میں چلا گیا۔

جب تک گوری تیار ہو کر کمرے سے باہر نکلی۔ وہ بھی کپڑے بدل کر آ چکا تھا۔ دونوں ایک ساتھ ہی کمرے سے باہر نکلے۔ صفیہ نے گہری نظر ان پر ڈالی اور گوری سے بولیں۔

یہاں اتنے کام بکھرے پڑے ہیں اور مہارانی ساڑھی پہن کر آ گئی ہیں چلو جا کر کوئی سادہ سا سوٹ پہنو اور کچن دیکھو جب تک میں نہ کہوں تمہیں کسی بات کی پروا ہی نہیں ہوتی۔

گوری واپس اپنے کمرے میں چلی گئی اس کے بعد سنان نے اسے سادہ لیمن کلر کے سوٹ میں ادھر ادھر کام کرتے ہوئے دیکھا۔

گھر میں ایک ہنگامہ برپا تھا۔ جواد کتنا خوش تھا اور یہ خوشی اس کے چہرے سے جھلک رہی تھی۔ بات بے بات مسکرا رہا تھا۔ ہر کسی کی چھیڑ چھاڑ کا خوشی سے جواب دیتا ہوا۔ آج وہ دنیا کا خوش نصیب انسان دکھائی دیتا تھا۔ اس نے فون پر روبی سے بات بھی کی تھی۔ جو باتیں

ہوئیں وہ ہنستے ہوئے ستان کو بتانے لگی تھیں۔

اگلے روز بارات تھی اور امی نے کہا تھا کسی نہ کسی کو گھر پہ رہنا ہے۔ تاکہ جب ہم دلہن لے کر واپس آئیں تو استقبال کو موجود ہو ویسے بھی اس وقت ہر شے بکھری ہوئی ہے۔ دلہن کی آمد سے پہلے گھر صاف ستھرا چم چم کرتا ہوا ملنا چاہیئے دو ملازم موجود ہیں ان کے ساتھ گوری گھر پہ رہے گی۔

اور سنو گوری ہمارے آنے تک ہر چیز سیٹ ہونی چاہیئے دولہا دلہن کے لیے علیحدہ سے کھانا بنا لینا اور میرے پرہیزی کھانے کا بھی خیال رکھنا۔

یہ لوگ صبح سویرے روانہ ہوئے چونکہ دوسرے شہر کی بات تھی وہ انہیں واپسی میں بھی رات ہو جانا تھی۔ صفیہ نے گوری کے میکے سے کسی کو نہیں بلایا نہ ہی گوری نے میکے میں کسی کو اطلاع دی مگر ایک شہر تھا سن گن مل ہی جاتی ہے۔

برات کی روانگی کے تھوڑی ہی دیر بعد جب وہ جلدی جلدی چیزیں سمیٹنے میں لگی ہوئی تھی۔ اماں کا فون آ گیا۔ وہ اس سے جواد کی شادی کے بارے میں پوچھ رہی تھیں اور یہ گلہ بھی تھا کہ ان لوگوں نے ہمیں بلایا ہی نہیں۔

اماں میں آؤں گی کسی روز آپ کی طرف پھر ساری باتیں ہوں گی۔ وہ اس وقت انہیں ٹال دینا چاہتی تھی تو۔

ہاں بھئی تم بھی اب بڑے آدمی کی بیوی ہو گئی ہو۔ کہاں ہمارا خیال آیا ہو گا۔

بڑا آدمی فون کے بعد وہ دیر تک اسی لفظ کو سوچتی رہی کون ہوتا ہے بڑا آدمی کسی کو اپنے نام پر لا کر بیگانہ بن جانے والا دوسروں کے رحم و کرم پہ چھوڑ دینے والا، بیوی کے حقوق کو نہ سمجھنے والا بظاہر قد آور مضبوط مگر در حقیقت مٹی کا آدمی کیا بڑا آدمی کہلا سکتا ہے۔

رات کے دس بج رہے تھے۔ جب بارات کی واپسی ہوئی اس نے دونوں ملازماؤں کو استقبال کے لئے گیٹ پر بھیج دیا اور خود چائے بنانے میں لگ گئی جو ابھی سب کی طلب بن جاتی تھی۔ باہر سے ہنسی اور باتوں کی

آوازیں آتی رہیں۔ اس نے جھانک کر بھی نہیں دیکھا۔

دلہن کو لا کر لاؤنج میں بٹھایا گیا، جواد نے اقصیٰ کو آواز دی اور کہا۔

دیکھو بھابھی کہاں ہیں۔ روبی کے لیے چائے بنوا کر لاؤ۔ یہ تھک گئی ہے۔

او ہو بڑا خیال ہے بیگم کا کسی کزن نے مذاق اڑایا اور قہقہہ پڑا۔

ظاہر ہے خیال مجھے نہیں ہو گا تو پھر کسے ہو گا۔ یہ میری بیوی ہے۔ یعنی شریک حیات۔ وہ بڑی سنجیدگی اور سچائی سے بولا تھا۔

بھائی جی ذرا سر تو اونچا کریں۔ آپ تو جھکی جا رہی ہیں کوئی لڑکا کہہ رہا تھا۔

ہاں ہاں بھابی سر اٹھاؤ۔ چہرہ دکھاؤ۔ سب شور کرنے لگے۔

میرا خیال ہے پھوپھو ابھی روبی کو اس کے کمرے میں چھوڑ آئیں تھکی ہوئی ہے۔ چائے پی کر اور کچھ کھا کر ذرا فریش ہو جائے پھر یہاں لے آئیں گے۔ جواد کو روبی کا کتنا خیال تھا۔

لو یہاں سب اس کو دیکھنے ملنے کے لیے بے تاب ہیں تم کمرے میں لے جا رہے ہو۔
صفیہ کو یہ بات اچھی نہیں لگی۔

یہ تھکی ہوئی ہے۔ دیکھنے اور ملنے کا کیا ہے۔ کل ساری باتیں ہو جائیں گی۔ بیٹی تم روبی کو کمرے میں لے جاؤ۔

اس نے صفیہ کی بات سے اختلاف کیا اور اپنی منوائی۔

دکھتے ہوئے سر اور الجھی ہوئی سوچ کے ساتھ سنان اپنے کمرے میں آ گیا۔ لائٹ آن کی سامنے بیڈ پر گوری کا شرارہ پڑا تھا۔ جو شادی کے روز اس نے پہنا تھا

وہ یقیناً آج یہ پہننا چاہ رہی ہو گی مگر کام کاج نے فرصت ہی نہیں دی۔ وہ کچھ دیر یہاں کھڑا ان کپڑوں کو دیکھتا رہا پھر کچن میں آ گیا۔ گوری کل کے پہنے ہی

لیمن کلر کے سوٹ اور الجھے بالوں کے ساتھ کام میں مصروف تھی۔

کیا کر رہی ہو سنان نے جیسے اسے پہلی بار دیکھا تھا یا پھر جواد کے طرز عمل نے اس کی آنکھیں کھولی ہی آج تھیں۔

وہ بہت دنوں سے الجھن میں تو تھا۔ اسے گوری پر ترس بھی آتا تھا اور رحم بھی مگر آج پتا چلا تھا وہ نہ قابل رحم تھی نہ ترس کھانے کے لائق کہ نہ بے سہارا تھی نہ لاچار اور معذور، اسے صرف محبت اور اعتماد دینے کی ضرورت تھی اور یہ محبت اور اعتماد دینا سنان کا کام تھا۔ پولیس کا اعلیٰ افسر جسے لوگ جھک کر سلام کرتے تھے۔ جس کی ذہانت کو سراہا بھی بہت جاتا تھا گھر کی سیاست میں مٹی کا مادھو بن کر رہ گیا تھا مگر آج سوچ نے راہ پائی تھی۔ ہر کسی کا حق ادا کرنا ضروری ہے ورنہ خدا کے ہاں باز پرس ہو گی۔ جواب دہ ہونا پڑے گا۔ وہ عورت جو تمہارے نام پر اپنا سب کچھ چھوڑ کر چلی آئی ہے۔ اسے عزت اور اس کے حقوق کی پاسداری کرنا تم پر فرض کیا گیا ہے وہ تمہارا لباس ہے اور شریک حیات بھی۔

آؤ میرے ساتھ۔ وہ ہاتھ پکڑ کر اسے کمرے میں لے آیا۔

ابھی تک کپڑے بھی نہیں بدلے

اس نے حیران کھڑی گوری سے سوال کیا۔

وقت نہیں ملا۔

اب بدل لو۔

نہیں، بہت مصروف ہوں۔

چھوڑو کام تو ہوتے ہی رہتے ہیں تم چینج کر لو۔

وہ اثبات میں سر ہلا کر کپڑے اٹھا کر واش روم میں چلی گئی۔ واپس آئی تو وہ منتظر تھا۔

یہ تمہاری چوڑیاں۔ اس نے چار سونے کی چوڑیاں اور ڈھیروں کانچ کی چمکتی دمکتی چوڑیاں اس کی جانب بڑھائیں۔ وہ اتنی حیران تھی کہ ہاتھ بھی بڑھا نہیں سکی۔

میں نے بہت دنوں سے لا کر رکھی ہوئی تھیں۔

بس پتا نہیں کیوں پہلے دے نہیں سکا۔ لو ناں۔ اسے کسی بت کی مانند کھڑے دیکھ کر سنان

نے ہاتھ پکڑ لیا۔

بہت تھک گئی ہو ناں، کام بھی بہت کرتی ہو۔ بس اب آرام کرو میں چائے لے کر آتا ہوں تمہارے لئے۔

تب گوری نے سر اس کے سینے سے ٹکا دیا اور وہ عجیب پراسرار احساسات سے عاری خود غرض اور کوزہ مغز لڑکی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

پتہ نہیں کب کا ضبط تھا۔ بند ٹوٹ گیا اور وہ روتے چلی گئی۔ شان اس کا سر تھپک کر تسلی اور دلاسے کے لفظ کان میں انڈیلتا رہا اور کہتا رہا۔ بس میری جان آج آخری بار رو لو۔ یہ میرا وعدہ ہے آئندہ تمہارا دامن خوشیوں سے بھر دوں گا۔ تمہیں وہ حق دوں گا جس کی تم مستحق ہو۔ میں بھول گیا تھا۔ میاں بیوی کی عزت سانجھی ہے۔ تم اس دنیا میں میرا حوالہ ہو اور میں تمہارا حوالہ۔ لوگ ہمیں ایک دوسرے سے الگ کر کے نہیں پہچانتے اور میرا یقین کرو۔ مجھے تمہارے حوالے پر فخر ہے تم اصول ہو اور میں چاہوں گا کہ تمہارا دل بھی میرے لیے ایسے ہی جذبات رکھے۔ مجھے جواد کا شکریہ ادا کرنا ہے۔ اس کے بولڈ طرز عمل نے میری سوچ کو عملی جامہ پہنانے میں مدد دی ہے۔

اور مجھے خدا کا شکر ادا کرنا ہے کہ اس نے میری دعا سن لی ہے، میں خدا کے سوا کسی سے کبھی نہیں مانگ سکی اور اس نے مجھ پر نعمتوں کی بارش کر دی ہے۔ اے میرے رب عظیم میں تیری بندی ہوں اور تیری عظمت کو پہچانتی ہوں، شکر الحمد اللہ۔

اختتام۔-------------------------------------The End